﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 12 | جمعۃ المبارک 18/نومبر 2005ء | 15/شوال 1426 ہجری قمری ۞ 18/نبوت 1384 ہجری شمسی | شمارہ 46

اللہ کا تقویٰ

حضرت معاذؓ بن جبل بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں بھی تم ہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اگر کوئی برا کام کر بیٹھو تو اس کے بعد نیک کام کرنے کی کوشش کرو۔ یہ نیکی بدی کو مٹا دے گی۔ اور لوگوں سے خوش اخلاقی اور حسن سلوک سے پیش آوٴ۔

(ترمذی ابواب البر والصلة باب فی ما معاشرة الناس)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام﴾

پہلے انبیاء کے معجزات تو خاص زمینوں اور خاص شہروں تک عموماً محدود ہوتے تھے مگر اب تو خدا تعالیٰ ایسے نشان اس سلسلہ کی تائید میں ظاہر کرتا ہے جو دنیا بھر پر اپنا اثر ڈالتے ہیں۔

ہم تو یہ دعا کرتے ہیں کہ خدا جماعت کو محفوظ رکھے اور دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ نبی کریمؐ برحق رسول تھے اور خدا کی ہستی پر لوگوں کو ایمان پیدا ہو جائے۔

فرمایا: ”اب تو اس قدر نشانات ظاہر ہو رہے ہیں کہ گویا خدا اپنے آپ کو برہنہ کر کے دکھانا چاہتا ہے“۔

فرمایا: ”پہلے انبیاء کے معجزات تو خاص زمینوں اور خاص شہروں تک عموماً محدود ہوتے تھے مگر اب تو خدا تعالیٰ ایسے نشان اس سلسلہ کی تائید میں ظاہر کرتا ہے جو دنیا بھر پر اپنا اثر ڈالتے ہیں“۔

9/اپریل 1905ء: پرچہ اہلحدیث امرتسر کا ذکر ہوا جس نے بہت سے بیجا حملے خدا کے سلسلہ پر کئے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

”کم علم آدمی تو معذور ہوتا ہے، معاف بھی کیا جاتا ہے مگر تعجب ہے ان لوگوں پر جو علم رکھتے ہیں اور پھر بھی تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔ کسی کو کیا معلوم کہ اندر ہی اندر کیا تیاری ہو رہی ہے اور ابھی زمین پر کیا ہونے والا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ایسی تباہی لائے گا جس کی خبر وحی الٰہی میں ہے تو پھر توبہ اور رجوع بھی فائدہ نہ دے گا۔ مبارک ہیں وہ جو پہلے ایمان لائے اور پھر وہ جو ان کے بعد آئے۔ ایسا ہی درجہ بدرجہ سب کا حصہ ہے۔ دیکھو کس قدر قیامت کا نمونہ ہے مگر پھر بھی یہ لوگ باز نہیں آتے اور اور ناجائز باتیں کہتے ہیں۔ لیکن ہماری جماعت کو چاہئے کہ ان باتوں کے سبب غمگین نہ ہوویں۔ یہ لوگ جیسے اہلحدیث وغیرہ ہیں یہ ہمارے سلسلہ کی رونق ہیں۔ اگر اس قسم کے شور مچانے والے نہ ہوں تو رونق کم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جس نے مان لیا ہے وہ تو اپنے آپ کو فروخت کر چکا ہے اور مثل مُردہ بکے ہے۔ وہ کیا بولے گا۔ وہ تو زبان کھول ہی نہیں سکتا۔ اگر سارے ابوبکرؓ ہی بن جاتے تو پھر ایسی بڑی بڑی نصرتوں کی کیا ضرورت پڑتی جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوئی تھیں۔ دیکھو سنّت اللہ یہی ہے کہ پہلے سخت گرمی پڑے پھر برسات ہو۔ پس تم خوش ہو کہ ایسے آدمی دنیا میں موجود ہیں جو اس نصرت اور فتح کو جو کروڑوں کوس دُور ہوتی ہے ایک دو کوس کے قریب کھینچ لاتے ہیں۔ اب ان معاملات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ آج کے الہامات پر غور کرو۔ اب بحث مباحثہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہماری طرف سے خدا تعالیٰ آپ جواب دینے لگا ہے تو خلافِ ادب ہے کہ ہم دخل دیں اور سبقت کریں۔ جس کام کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے وہ اس کو ناقص نہ چھوڑے گا۔ کیونکہ اب اگر امن ہو جائے اور کوئی نشان نہ دکھایا جائے تو قریب ہے کہ ساری دُنیا دہریہ بن جائے اور کوئی نہ جانے کہ خدا ہے۔ لیکن خدا اب اپنا چہرہ دکھائے گا“۔

فرمایا کہ: ”ہمیں اس وقت اپنا پُرانا الہام یاد آیا ہے کہ: وَتَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلۡجَبَلِ فَجَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوۡسٰی صَعِقًا۔ جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اور تجلّی کی اس کے ربّ نے پہاڑ پر یعنی مشکلات کے پہاڑ پر اور کر دیا اس کو پاش پاش اور گرا موسیٰ بیہوش ہو کر۔ یعنی ایسی تجلّی ہیبت ناک تھی کہ اس کی ہیبت کا اثر موسیٰ پر بھی پڑا۔ زلزلے کے پہلے دھکّا کے وقت ہم دُعا کرتے ہوئے سجدے میں گر پڑے تھے۔ ایک ہیبت ناک صورت پیش نظر تھی جس کا ایک قوی اثر دل پر تھا۔ ایسا اثر تھا کہ گویا ایک صعق کی قسم تھی۔ آج کے الہام میں جو آئندہ زلزلہ کا خوف ہے معلوم نہیں کہ کب پورا ہو اور معلوم نہیں کہ زلزلہ سے مراد کس قسم کا عذاب ہے۔ عَفَتِ الدِّیَارُ مَحَلُّھَا وَمُقَامُھَا والا الہام کیسے پورا ہوا کہ شہر اور چھاوٴنیوں کے نشان مٹ گئے۔ نہ خانہ رہا اور نہ صاحبِ خانہ۔“

10/اپریل 1905ء: کثرت زلازل اور تباہیوں کا ذکر تھا۔ فرمایا: ”ہم تو یہ دعا کرتے ہیں کہ خدا جماعت کو محفوظ رکھے اور دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ نبی کریمؐ برحق رسول تھے اور خدا کی ہستی پر لوگوں کو ایمان پیدا ہو جائے۔ خواہ کیسے ہی زلزلے پڑیں پر خدا کا چہرہ لوگوں کو ایک دفعہ نظر آ جائے اور اس ہستی پر ایمان قائم ہو جائے“۔

10/اپریل 1905ء: کانگڑہ کے متعلق بہت تباہی کا ذکر تھا۔ مولوی نورالدین صاحب نے عرض کی کہ اس جگہ فحش بہت تھا۔ فرمایا: ”اسی واسطے وہاں عذاب بھی بہت ہوا“۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 259-261 جدید ایڈیشن)

اس زمانہ میں چونکہ خدا کے انکار اور دجّالی فتنہ نے زور پکڑنا تھا اس لئے خدا کی وحدانیت کے بارہ میں زیادہ گہرائی میں جا کر دعا کرنے کی ضرورت ہے۔

وہ وقت آنے والا ہے جب اللہ کے فضل سے تثلیث کو اہل دانش الوداع کہیں گے۔

یہ خدا کا وعدہ ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ اور ہم اللہ کے فضل سے اس کی خوشبو سونگھ رہے ہیں۔

30/رمضان المبارک کو مسجد فضل لندن میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن مجید کی آخری تین سورتوں کا درس ارشاد فرمایا اور اجتماعی دعا کروائی۔

(ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ دنیا بھر کے لاکھوں احمدیوں کی براہ راست اس پاکیزہ مجلس میں شمولیت)

(لندن۔3 نومبر 2005ء) آج 30/رمضان المبارک مسجد فضل لندن میں سیدنا حضرت امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قبل دوپہر قرآن مجید کی آخری تین سورتوں کا درس ارشاد فرمایا۔ یہ نہایت بابرکت وروح پرور مجلس جو مسجد فضل لندن میں منعقد ہوئی ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا کے تمام براعظموں میں ٹیلی کاسٹ ہوئی۔ حضور انور کے درس کا مختلف زبانوں میں رواں ترجمہ نشر ہو رہا تھا۔ یوں دنیا بھر میں لاکھوں احمدی اس پاکیزہ مجلس درس قرآن میں شامل ہوئے اور اپنے پیارے امام کے درس القرآن سے فیضیاب ہونے کے ساتھ ساتھ اس عالمی دعا میں بھی شامل ہوئے جو حضور انور ایدہ اللہ نے درس کے اختتام پر کروائی۔

گیارہ بجکر چار منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ کے مسجد فضل لندن کی محراب میں رونق افروز ہونے پر اس بابرکت مجلس کا آغاز ہوا۔ حضور انور نے سب سے پہلے سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی تلاوت کی اور پھر سورۃ الاخلاص کا ترجمہ پڑھا اور فرمایا کہ یہ مختصر درس زیادہ تر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان سورتوں کی جو وضاحتیں بیان فرمائی ہیں ان پر مشتمل ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسے سورۃ الاخلاص اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی خالص توحید بیان کی گئی ہے۔ یہ چھوٹی سی سورت ہے۔ شروع سے آخر تک ایک ہی مضمون خدا تعالیٰ کی احدیت کا اس کی وحدانیت کا بیان کیا گیا ہے۔ اس مضمون کے پیش نظر روح المعانی کی ایک روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ نے اسے اعظم السور یعنی سب سے بڑی سورۃ قرار دیا ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ سورۃ الاخلاص قرآن کریم کے تیسرے حصہ کے برابر ہے۔ یعنی اس کا مضمون جو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے بارہ میں ہے یہی مضمون قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر بیان کیا گیا ہے اور قریباً تیسرا حصہ اس سے بھرا ہوا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے اس ضمن میں بعض آیات قرآنیہ پڑھ کر سنائیں بالخصوص آیت الکرسی کا خصوصیت سے ذکر فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا مضمون بیان کیا گیا ہے اور اس کی تشریح میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پڑھ کر سنائے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”یعنی وہی خدا ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔ وہی ہر ایک جان کی جان اور ہر ایک وجود کا سہارا ہے۔ اس آیت کے لفظی معنے یہ ہیں کہ زندہ خدا وہی خدا ہے اور قائم بالذات وہی خدا ہے۔“

اسی طرح آپؑ نے فرمایا ”حقیقی وجود اور حقیقی بقا اور تمام صفات حقیقیہ خاص خدا کے لئے ہیں۔ کوئی ان میں اس کا شریک نہیں۔ وہی بذاتہٖ زندہ ہے اور باقی تمام زندے اس کے ذریعہ سے ہیں۔ اور وہی اپنی ذات سے آپ قائم ہے اور باقی تمام چیزوں کا قیام اس کے سہارے سے ہے۔“

حضور انور ایدہ اللہ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کی مخلوق میں کچھ جھلکیاں نظر آسکتی ہیں لیکن مخلوق میں وہ ہمیشہ رہنے والی اور قائم رہنے والی نہیں ہیں۔ جو طبعی عمر انسان کی خدا نے رکھی ہے اس کے بعد ہر ایک نے فنا ہونا ہے۔ لیکن خدا کی ذات ہمیشہ قائم ہے، قائم رکھنے والی ہے۔ زندہ ہے، زندہ رکھنے والی ہے۔ خدا تعالیٰ کو نہ اونگھ آتی ہے، نہ نیند آتی ہے۔ نہ وہ کھانے پینے کا محتاج ہے۔ ایک کمزور انسان جس میں یہ ساری باتیں ہوں وہ خدا کا شریک کیسے ہوسکتا ہے۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک ارشاد کے حوالہ سے بتایا کہ قرآن شریف کی اصطلاح میں اللہ اس ذات کامل کا نام ہے کہ جو معبود برحق اور تمام صفات کاملہ کا جامع ہے اور مبدء جمیع فیوض ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے اور اس کے علاوہ کوئی معبود نہ ہونے کا مضمون قرآن کریم میں بے شمار جگہوں پر بیان ہے۔ پس جب قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھیں تو ان آیات کا جن میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت بیان کی گئی ہے ان کا جتنا جتنا علم ہے اس کو مدنظر رکھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں چونکہ خدا کے انکار اور دجالی فتنہ نے زور پکڑنا تھا اس لئے خدا کی وحدانیت کے بارہ میں زیادہ گہرائی میں جا کر دعا کرنے کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے بتایا کہ ایک صحابی ہر نماز میں ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ جو بھی سورۃ پڑھتے اس سے پہلے سورۃ الاخلاص بھی پڑھتے۔ کسی نے آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے اس صحابی کو بلا کر ان سے دریافت فرمایا کہ ایسا کیوں کرتے ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ میں اس سورت سے محبت رکھتا ہوں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تمہارے اس سورۃ سے محبت کرنے نے تمہیں جنّت میں داخل کر دیا۔

اسی طرح روایت ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ رات کو سوتے وقت دونوں ہتھیلیوں کو ملاتے اور تینوں قُل پڑھ کر ان میں پھونکتے اور اپنے چہرے و بدن پر ہاتھ پھیرتے۔ ایک روایت میں آیت الکرسی پڑھنے کا بھی ذکر ہے۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ الاخلاص اور بعد کی دو سورتیں صبح و شام پڑھا کرو۔ یہ ذکر تمہیں ہر دوسری چیز سے بے نیاز کر دے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ الاخلاص کے بارہ میں براہین احمدیہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد پڑھ کر سنایا جس میں بتایا گیا ہے کہ عقلی طور پر چار امور میں شراکت ممکن ہے۔ (۱) عدد میں (۲) مرتبہ میں (۳) نسب میں (۴) فعل اور تاثیر میں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس سورۃ میں چاروں قسم کی شرکت سے خدا تعالیٰ کا پاک ہونا بیان فرمایا گیا ہے۔ وہ اَحَدٌ ہے، عدد میں ایک ہے۔ صَمَد ہے مرتبہ میں یگانہ ہے۔ وہ لَمْ يَلِدْ ہے اس کا کوئی بیٹا نہیں۔ اس کا کوئی باپ نہیں وَلَمْ يُوْلَدْ۔ اور کاموں میں کوئی اس کی برابری کرنے والا نہیں۔ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام سے احمدیوں میں جو عقل و شعور پیدا ہو گیا ہے اس کی وجہ سے عیسائی ان کے سامنے بات نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ ان کے پاس دلیل کوئی نہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ بہت دعاؤں کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو عقل دی ہے اس کے مطابق ہم خدا کی احدیت پر قائم رہیں اور کسی دجّال کے فتنہ میں نہ آئیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اگلی سورتوں میں وہ دعائیں بھی بیان فرمائی ہیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ الفلق کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پڑھا اور فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”سورۃ الفلق اور سورۃ الناس یہ دونوں سورتیں سورۃ تبت اور سورۃ الاخلاص کے لئے بطور شرح کے ہیں اور ان دونوں سورتوں میں اس تاریک زمانہ سے خدا کی پناہ مانگی گئی ہے جب کہ لوگ خدا کے مسیح کو دکھ دیں گے اور جب کہ عیسائیت کی ضلالت تمام دنیا میں پھیلے گی۔“

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا گزشتہ دنوں پاکستان میں جو زلزلہ آیا اس پر بعض نے کہا کہ یہ امام مہدی کے ظہور کی نشانی لکھی ہے۔ اس پر کسی اور نے کہا کہ ابھی اس کی علامتیں ظاہر نہیں ہوئیں اور امام مہدی کے ظہور کے لئے 728 سال باقی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا بعض لوگ لوگوں کو اس سوچ سے ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ مسیح و مہدی کا زمانہ آ گیا ہے۔ اسی طرح عیسائی ان کی بیوقوفی کی باتوں سے فائدہ اٹھا کر مسیح کی فضیلت ثابت کرنے کی کوشش میں ہیں اور عیسائیت ہی کو نجات دہندہ مذہب ثابت کرنے کے لئے بہت پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ مصطفیٰ ثابت صاحب نے اسی طرز پر ہی اس کے جواب تیار کئے ہیں، کافی مواد اکٹھا کیا ہے۔ جب ہم اپنی ویب سائٹس پر یہ دیں گے تو پھر پتہ چلے گا کہ کس حد تک یہ مفید ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس سورۃ میں اس زمانہ کی اندھیری راتوں سے پناہ مانگی گئی ہے اور مسلمانوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ جب تم نصاریٰ کا فتنہ دیکھو تو یوں دعا مانگا کرو کہ میں مخلوق کے شر سے جو اندرونی اور بیرونی دشمن ہیں اس خدا کی پناہ مانگتا ہوں جو صبح کا مالک ہے یعنی روشنی کا ظاہر کرنا اس کے اختیار میں ہے۔

حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے دعا بھی سکھا دی اور ہوشیار بھی کر دیا لیکن پھر بھی بدقسمتی سے عیسائیت کے دجل میں پھنسانے کے لئے نام نہاد علماء بڑا کردار ادا کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اس تاریکی کے دور کے لئے یہ دعا ہے کہ ”میں خدا کی پناہ ان زن مزاج لوگوں کی شرارت سے مانگتا ہوں جو گنڈوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکتے ہیں (یعنی جو عقدے شریعت محمدیہ میں قابل حل ہیں اور جو ایسے مشکلات و معضلات ہیں جن پر جاہل مخالف اعتراض کرتے ہیں اور ذریعہ تکذیب دین ٹھہراتے ہیں۔“ اسی طرح آپ فرماتے ہیں کہ: ”یہ لوگ دو قسم کے ہیں ایک تو صریح مخالف اور دشمن دین ہیں جیسے پادری ......اور دوسرے وہ علماء اسلام ہیں جو اپنی غلطی کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور نفسانی پھونکوں سے خدا کے فطری دین میں عقدے پیدا کر دیتے ہیں......“

حضور انور نے فرمایا کہ ان شرارتوں سے خدا کی پناہ مانگنے کے لئے یہ دعا ہے۔ پس روزانہ رات کو یہ سورۃ پڑھا بھی کریں اور اس پر غور بھی کریں۔ حضور انور نے فرمایا کہ وہ وقت آنے والا ہے جب اللہ کے فضل سے تثلیث کو اہل دانش الوداع کہیں گے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ اور ہم اللہ کے فضل سے اس کی خوشبو سونگھ رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ مسیح محمدی کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے اللہ کی پناہ ڈھونڈے۔

حضور انور نے حضرت مصلح موعودؓ کی بیان کردہ تفسیر کے حوالہ سے النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے تین معنے ہیں۔ (۱) میں پناہ چاہتا ہوں ان نفوس کے شر سے جو دوستیوں اور معاہدات کو تڑوا دیں۔ (۲) میں پناہ چاہتا ہوں ان گروہوں کے شر سے جو خلفاء کا مقابلہ کروائیں اور ان کی بیعت تڑوا دیں۔ (۳) میں پناہ چاہتا ہوں ان نفوس کے شر سے جو اتحاد کو برباد کرائیں اور مسلمانوں کی حکومتوں کو تباہ کرائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس کا ایک فقرہ میں مزید خلاصہ یہ بنتا ہے کہ قومی شیرازہ بکھیرنے والوں سے میں پناہ چاہتا ہوں۔ حضور انور نے فرمایا کہ خلفاء کا باہمی مقابلہ کروانے کا نقصان ماضی میں ہم امت مسلمہ میں دیکھ چکے ہیں اور ابھی تک ایک دوسرے پر الزام کا سلسلہ جاری ہے اور ایک دوسرے کا خون بہائے چلے جاتے ہیں۔ اس لئے احمدی جب یہ دعا مانگے تو خلافت کا قیام اور استحکام بھی اس کے پیش نظر ہونا چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ بعض جگہ بعض نوجوان خلفاء کے مقابلے کر کے کم علم یا کمزور ایمان والوں کو خراب کر رہے ہوتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اصولی بات یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ نے ہر ایک کی بنیادی عادات بنائی ہیں كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ہر ایک اپنی جبلّت کے مطابق کام کرتا ہے۔ اس لئے ایسی باتیں کر کے کچے ذہنوں کو خراب کرنا یہ بھی گرہوں میں پھونکنا ہے۔ اس سے بھی بچنے کی دعا کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے اس سورۃ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ: ”آخری زمانہ میں بڑی کثرت سے ایسا لٹریچر شائع کیا جائے گا جو خدا اور اس کے رسول کے خلاف ہوگا اور جس کی وجہ سے دنیا میں بڑا بھاری شر اور فتنہ پیدا ہو جائے گا۔ اس فتنہ سے بچنے کے لئے یہ دعا سکھائی گئی ہے۔“

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آجکل پھر اسلام کے خلاف کثرت سے ایسا لٹریچر شائع کیا جا رہا ہے کہ اسلام جبر سے پھیلا، اسلام دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے وغیرہ۔ پھر آنحضرت ﷺ کے متعلق بڑے نازیبا الفاظ میں ذکر کیا جاتا ہے۔ جہاں اسلام دشمن طاقتیں یہ کام کر رہی ہیں وہاں اندر کے فتنے بھی ان کی مدد کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے تمام اندرونی و بیرونی فتنوں سے بچنے کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ الناس کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تفسیر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ”﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ میں شیطان کے ان وساوس کا ذکر ہے جو کہ وہ لوگوں کے درمیان ان دلوں ڈال رہا ہے۔“

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آجکل یہی نظر آتا ہے کہ مسلمان حکومتیں بھی بڑی طاقتوں کو اپنا خدا سمجھ رہی ہیں۔ ان کے عملوں سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانا اور اسلام کی صحیح تعلیم کا پتہ نہیں۔ مسلمان ملکوں پر جو حملے ہوتے ہیں ان کے لئے بھی وہ ایسی دلیلیں دے کر حملے کرتے ہیں کہ مسلمان خود ان کے مددگار بن گئے ہیں۔

حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر کے حوالے سے فرمایا کہ:

”پس آخری وصیت یہ کی کہ شیطان سے بچتے رہو۔ یہ شیطان وہی نحّاش ہے جس کو اسی صورت میں خنّاس کہا جس سے بچنے کی ہدایت کی۔ اور یہ جو فرمایا کہ ربّ کی پناہ میں آؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ جسمانی امور نہیں ہیں بلکہ روحانی ہیں۔ خدا کی معرفت، معارف اور حقائق پر پکّے ہو جاؤ تو اس سے بچ جاؤ گے“۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس کے لئے مسیح موعودؑ نے جو معارف بیان فرمائے ان پر غور کرنا ہوگا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”اس آخری زمانہ میں شیطان اور آدم کی آخری جنگ کا خاص ذکر ہے۔...... خدا کا مسیح اس کا مقابلہ کرے گا۔ یہ لفظ مشیح ہے جس کے معنے خلیفہ کے ہیں عربی اور عبرانی میں۔ حدیثوں میں مسیح لکھا ہے اور قرآن شریف میں خلیفہ لکھا ہے۔ غرض اس کے لئے مقدر تھا کہ اس آخری جنگ میں خاتم الخلفاء جو چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو، کامیاب ہو۔“

حضور انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس خاتم الخلفاء کی جماعت سے وابستہ رکھے، ہر قسم کے شر اور وسوسے سے محفوظ رکھے، توحید پر قائم رکھے اور اللہ تعالیٰ سے چمٹ جانے والے ہوں۔

تینوں سور قرآنی کے مختصر درس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے احباب کو مختلف دعاؤں کی تحریک فرمائی۔ آنحضرت ﷺ کی آل کے لئے، مسیح موعودؑ کے خاندان کے لئے، عالم اسلام میں اتحاد کے لئے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے قہری نشان جو ظاہر ہو رہے ہیں اللہ ان کو سمجھ اور عقل دے کہ اس زمانہ کے امام کو پہچاننے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرتے ہوئے، اسی کے سامنے جھکتے ہوئے اس کی رحمت کے طالب ہوں۔ اسی طرح عالمگیر جماعت احمدیہ کے لئے دعا کریں کہ اللہ ہر ایک کو شرّ سے بچائے، ہمیشہ نظام جماعت سے چمٹائے رکھے۔ واقفین کے لئے، وقف نو کے بچوں کے لئے دعا کریں۔ یہ بھی بڑا وسیع نظام ہے۔ اللہ کے فضل سے روز بروز تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اللہ سب کو جب وہ اس عمر کو پہنچ جائیں جہاں جماعت کے لئے مفید وجود بن سکیں تو انہیں اپنا اور والدین کا عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔ اسلام نے عورت کو بلند مقام دیا ہے اور اس سے عظیم توقعات وابستہ کی ہیں۔

اسلام عورتوں کو جو بعض احکامات کا پابند کرتا ہے تو اس سے وہ ان کی عزت، احترام اور تکریم پیدا کرنا چاہتا ہے اور معاشرہ کو پاک اور جنت نظیر بنانا چاہتا ہے۔

(قرآن مجید، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے اسلام میں عورتوں کے مقام اور ان سے وابستہ عظیم توقعات کا ذکر کرتے ہوئے احمدی مسلم خواتین کو زرّیں نصائح)

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا 23/اگست 2003ء کو جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر لجنہ اماء اللہ سے خطاب)

(خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:

﴿يَآاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (النساء: 2)

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ ہے: اے لوگو اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو۔ تمہیں اللہ نے نفس واحدہ سے پیدا فرمایا ہے۔ اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں میں سے مردوں اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے نام کے واسطے دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو۔ اور رحموں کے تقاضوں کا بھی خیال رکھا کرو۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مختصر تفسیر یہ فرمائی ہے کہ:

"نفس واحدہ کے بہت سے مفاہیم ہیں۔ ایک ان میں سے یہ ہے کہ ہم نے تمہیں نفس واحدہ سے پیدا کیا یعنی تمہاری عزت مرد اور عورت کے لحاظ سے برابر ہے۔ تمہارے حقوق مرد اور عورت کے لحاظ سے برابر ہیں۔ تم نفس واحدہ کی پیداوار ہو۔ اور تمہیں ایک دوسرے پر برتری حاصل نہیں۔

نفس واحدہ سے پیدا ہونے کا ایک دوسرا مطلب یہ ہے کہ انسانی زندگی کا آغاز ایک ایسے جاندار سے ہوا ہے جو اپنی ذات میں نہ نر تھا نہ مادہ۔ افزائشِ نسل کے لئے زندگی کی ایک ہی ابتدائی قسم استعمال ہوتی تھی جسے نفس واحدہ فرمایا گیا ہے۔ یعنی وہ قسم نہ نر تھی نہ مادہ۔ پس اس پہلو سے نہ نر کو مادہ پر کوئی فوقیت حاصل ہے اور نہ مادہ کو نر پر"۔ (خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ برموقع جلسہ سالانہ انگلستان 26/جولائی 1986ء)

اسلام کی خوب صورت تعلیم پر مغرب میں جہاں اور بہت سے اعتراض کئے جاتے ہیں وہاں ایک یہ بھی ہے کہ عورت کو اس کا صحیح مقام نہیں دیا جاتا۔ یہ ایک انتہائی جھوٹا اور گھناؤنا الزام ہے جو عورت کے دل سے اسلام کی حسین تعلیم کو نکالنے کے لئے دجالی قوتوں نے لگایا ہے۔ حالانکہ مغرب جو آج عورت کی آزادی کا دعویدار ہے خود یہاں بھی ماضی میں چند دہائیاں پہلے تک عورت کو بہت سے حقوق سے محروم کیا جاتا تھا۔ تفصیلات میں اگر جاؤں تو سارا وقت انہی تفصیلات پر ختم ہوسکتا ہے کہ عورت پر یورپ میں، مغرب میں کیا کیا پابندیاں لگائی جاتی تھیں۔ مختصراً مثال دیتا ہوں کہ عورتوں سے مردوں کی نسبت زیادہ کام لیا جاتا تھا۔ عورتوں کو مرد کی جائیداد سمجھا جاتا تھا۔ عورت کو گواہی کا حق حاصل نہیں تھا۔ اور 1891ء تک، تقریباً سو سال پہلے تک، بہت سے مغربی ممالک میں عورت کو مرد کی طرف سے وراثت میں جائیداد ملنے کا جو حق ہے اس سے محروم رکھا گیا تھا۔ ووٹ کا بھی حق نہیں تھا۔ بعض ملکوں میں طلاق کی صورت میں عورت بچوں کے حق سے بھی محروم کر دی جاتی تھی۔ بیسویں صدی میں بھی بہت سے ایسے حقوق تھے جن سے عورتیں صرف اس لئے محروم تھیں کہ وہ عورت ہے۔ تو اِن لوگوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اسلام پر اعتراض کریں کہ اسلام میں عورت کے حقوق نہیں ہیں۔ پس کوئی عورت، کوئی بچی مغرب کے اس دجل سے متاثر نہ ہو۔

اب یہ لوگ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے اگر پہلے مغرب میں عورت کے حقوق نہیں تھے تو اب تو ہم نے قائم کر دئے ہیں۔ تو یہ غلط کہتے ہیں۔ یہ اب انہوں نے قائم نہیں کئے بلکہ یہ عورت نے خود لڑ بھڑ کر شور مچا کر ایک ردِعمل کے طور پر لئے ہیں۔ اگر آپ ان لوگوں کے گھروں میں جھانک کر دیکھیں تو ان حقوق کے حصول کے بعد مرد جو ظاہراً یہی کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے آزادی ہونی چاہئے، عورت کو بھی آزادی ملنی چاہئے، حقوق ٹھیک ہیں، لیکن اس پر عموماً مرد خوش نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ تمام ایک ردِعمل کے طور پر ہے اور اس طرح جو حقوق لئے جاتے ہیں وہ یقیناً غیر فطری ہوں گے اور جو چیز فطرت سے ٹکراؤ کے بعد ملے وہ کبھی سکون کا باعث نہیں بنتی۔ آپ مشاہدہ کرلیں مغرب کی زندگی اس نام نہاد آزادی اور غیر فطری حقوق کے بعد بے سکونی اور بے چینی کی زندگی ہے اور جو کوئی بھی اس غیر فطری طرزِ عمل کو اختیار کرے گا وہ بے سکون ہی ہوگا۔ اس لئے ان کی اس چکا چوند سے اتنی متاثر نہ ہوں کہ یہ بہت آزادی کے علمبردار ہیں اور پتہ نہیں ان کی کتنی خوبیاں ہیں۔

اب اس کے مقابل پر دیکھیں کہ فطرت کے عین مطابق چودہ سو سال پہلے اسلام عورت کو کس طرح حقوق دے رہا ہے۔ اس کے مقام کا کس طرح تعین کر رہا ہے اور پھر کس طرح نشاندہی کر رہا ہے۔ یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے یہ نکاح کے وقت تلاوت کی جاتی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے لوگو! مردو اور عورتو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اس سے ڈرو اور اس کے احکامات کی تعمیل کرو۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرو اور بندوں کے حقوق بھی ادا کرو۔ حقوق اللہ ادا کرنے سے تمہارے دل میں اُس کی خشیت قائم رہے گی، تمہارا ذہن اِدھر اُدھر نہیں بھٹکے گا، تم دین پر قائم رہو گی، شیطان تم پر غالب نہیں آسکے گا، حقوق العباد ادا کرو گے۔ تم دونوں مردوں اور عورتوں کے لئے یہ حکم ہے۔ سب سے پہلے تو یہی ہے کہ عورت اور مرد ایک دوسرے کی ذمہ داریاں ادا کریں۔ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں۔ ایک دوسرے کے حقوق کا پاس رکھیں۔ اپنے گھروں کو محبت اور پیار کا گہوارہ بنائیں اور اولاد کے حق ادا کریں۔ ان کو وقت دیں ان کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ کریں۔ بہت ساری چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں جو ماں باپ دونوں کو بچوں کو سکھانی پڑتی ہیں، بجائے اس کے کہ بچہ باہر سے سیکھ کر آئے۔ ایک دوسرے کے ماں باپ بہن بھائی سے پیار و محبت کا تعلق رکھیں۔ ان کے حقوق ادا کریں اور یہ صرف عورتوں ہی کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ مردوں کی بھی ذمہ داری ہے۔ اور اس طرح جو معاشرہ قائم ہوگا وہ پیار و محبت اور رواداری کا معاشرہ قائم ہوگا۔ اس میں لڑ بھڑ کر حقوق لینے کا سوال ہی نہیں ہے۔ تو اس میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ ہوگی۔ ہر عورت ہر مرد ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے لئے قربانی کی کوشش کر رہا ہوگا۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میری تعلیم ہے۔ یہ ایک دوسرے کے حقوق ہیں۔ یہ عورت اور مرد کی ذمہ واریاں ہیں۔ یہی ہیں جو فطرت کے عین مطابق ہیں۔ مَیں نے تمہیں چھوڑا نہیں بلکہ مَیں تم پر نگران بھی ہوں۔ مَیں دیکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ کس حد تک تم اس پر عمل کرتے ہو۔ اگر صحیح رنگ میں عمل کرو گے تو میرے فضلوں کے وارث بنو گے۔ تمہیں قطعاً مغربی معاشرے سے متاثر ہونے کی، ان کی نقل کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ بلکہ وہ تمہارے سے متاثر ہوں گے اور کچھ سیکھیں گے، اسلام کی خوبیاں اپنائیں گے۔

اور پھر یہ ہے کہ یہ حقوق ادا کرنے کے طریق کیا ہوں گے، کس طرح اپنی ذمہ واریاں ادا کرنی ہوں گی۔؟ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں فرماتا ہے کہ ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً۔ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (النحل: 98) جو کوئی مومن ہونے کی حالت میں مناسبِ حال عمل کرے، مرد ہو یا عورت، ہم ان کو یقیناً ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ہم ان تمام لوگوں کو ان کے بہترین عمل کے مطابق ان کے تمام اعمالِ صالحہ کا بدلہ دیں گے۔

تو اس آیت سے مزید وضاحت ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تعلیم پر عمل کرنے والوں کو بلا تخصیص اس کے کہ وہ مرد ہیں یا عورت، یہ خوشخبری دی ہے کہ اگر تم نیک اعمال بجالا رہے ہو، میرے حکموں کے مطابق چل رہے ہو، تمہارے اعمال ایسے ہیں جو ایک مومن کے ہونے چاہئیں تو خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں پاکیزہ زندگی عطا فرمائے گا، تمہاری زندگیاں خوشیوں سے بھر دے گا۔ ظاہر ہے جب تم نیک اور صالح اعمال بجالا رہے ہوگے تو تمہاری اولادیں بھی نیکی کی طرف قدم مارنے والی ہوں گی اور تمہارے لئے خوشی کا باعث بنیں گی، تمہارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں گی۔

پس ہمارا خدا ایسا خدا نہیں جو ہر وقت اپنی مُٹھی بند رکھے۔ دینے میں بخل سے کام نہیں لیتا، بڑا دیالو ہے۔ لیکن تمہارے بھی کوئی فرائض ہیں، کچھ ذمہ داریاں ہیں، ان کو ادا کرو تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بے انتہا بارش تم پر ہوگی۔

اسلام نے عورت کو کیا مقام دیا ہے؟ اُس سے کیا توقعات وابستہ رکھی ہیں؟ اس سلسلے میں ایک اقتباس حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا پیش کرتا ہوں۔ کہتے ہیں:

"اسلام نے عورت کو ایک عظیم معلّمہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ صرف گھر کی معلّمہ کے طور پر نہیں بلکہ باہر کی معلّمہ کے طور پر بھی۔ ایک حدیث میں حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ آتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ آدھا دین عائشہ سے سیکھو۔ اور جہاں تک حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایات کا تعلق ہے وہ تقریباً آدھے دین کے علم پر حاوی ہیں۔ بعض اوقات آپؓ نے علوم دین کے تعلق میں اجتماعات کو خطاب فرمایا اور صحابہؓ بکثرت آپؓ کے پاس دین سیکھنے کے لئے آپؓ کے دروازے پر حاضری دیا کرتے تھے۔ پردہ کی پابندی کے ساتھ آپؓ تمام سائلین کے تشفی بخش جواب دیا کرتی تھیں"۔ (خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ برموقع جلسہ سالانہ انگلستان 26/جولائی 1986ء)

تو یہ ہے عورت کے مقام کا وہ حسین تصور جو اسلام نے پیش کیا ہے جس سے ایک سلجھی ہوئی قابلِ احترام شخصیت کا تصور ابھرتا ہے۔ وہ جب بیوی ہے تو

اپنے خاوند کے گھر کی حفاظت کرنے والی ہے، جہاں خاوند جب واپس گھر آئے تو دونوں اپنے بچوں کے ساتھ ایک چھوٹی سی جنت کا لُطف اُٹھا رہے ہوں۔ جب ماں ہے تو ایک ایسی ہستی ہے کہ جس کے آغوش میں بچہ اپنے آپ کو محفوظ ترین سمجھ رہا ہے۔ جب بچے کی تربیت کر رہی ہے تو بچے کے ذہن میں ایک ایسی فرشتہ صفت ہستی کا تصور اُبھر رہا ہے جو کبھی غلطی نہیں کر سکتی، جس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔ اس لئے جو بات کہہ رہی ہے وہ یقیناً صحیح ہے، سچ ہے۔ اور پھر بچے کے ذہن میں یہی تصور اُبھرتا ہے کہ میں نے اس کی تعمیل کرنی ہے۔ اسی طرح جب وہ بہو ہے تو بیٹیوں سے زیادہ ساس سسر کی خدمت گزار اور جب ساس ہے تو بیٹیوں سے زیادہ بہوؤں سے محبت کرنے والی ہے۔ اس طرح مختلف رشتوں کو گنتے چلے جائیں اور ایک حسین تصور پیدا کرتے چلے جائیں جو اسلام کی تعلیم کے بعد عورت اختیار کرتی ہے۔ تو پھر ایسی عورتوں کی باتیں اثر بھی کرتی ہیں اور ماحول میں ان کی چمک بھی نظر آ رہی ہوتی ہے۔

حدیث میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک کی جواب دہی ہو گی۔ امام نگران ہے اس کی جواب دہی ہو گی۔ آدمی اپنے گھر والوں پر نگران ہے اور اُس سے جواب طلبی ہو گی۔ اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اُس سے اس بارے میں بھی جواب طلبی ہو گی۔ اور غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اُس سے بھی جواب دہی ہو گی۔ سنو! تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اُس کی نگرانی کے متعلق جواب طلب کیا جانے والا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

یہاں کیونکہ میں عورتوں کے متعلق باتیں کر رہا ہوں اس لئے اُن کے بارے میں عرض کرتا ہوں جیسا کہ اس حدیث میں آیا اور میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے۔ اُس کی دیکھ بھال، صفائی، ستھرائی، رکھ رکھاؤ، گھر کا حساب کتاب چلانا، خاوند جتنی رقم گھر کے خرچ کے لئے دیتا ہے اُسی میں گھر چلانے کی کوشش کرنا، پھر بعض سگھڑ خواتین ایسی ہوتی ہیں جو تھوڑی رقم میں بھی ایسی عمدگی سے گھر چلا رہی ہوتی ہیں کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح اتنی تھوڑی رقم میں اس عمدگی سے گھر چلا رہی ہیں۔ اور اگر معمول سے بڑھ کر رقم ملے تو پس انداز بھی کر لیتی ہیں، بچا بھی لیتی ہیں اور اس سے گھر کے لئے کوئی خوبصورت چیز بھی خرید لیتی ہیں یا پھر بچیوں کے جہیز کے لئے کوئی چیز بنا لی۔ تو ایسی مائیں جب بچوں کی شادی کرتی ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ اتنی تھوڑی آمدنی والی نے ایسا اچھا جہیز کس طرح اپنی بچیوں کو دے دیا۔ اس کے مقابل پر بعض ایسی ہیں جن کے ہاتھوں میں لگتا ہے کہ سوراخ ہیں۔ جتنی مرضی رقم ان کے ہاتھوں میں رکھتے چلے جاؤ، پتہ ہی نہیں چلتا کہ پیسے کہاں گئے۔ اچھی بھلی آمدنی ہوتی ہے اور گھروں میں ویرانی کی حالت نظر آ رہی ہوتی ہے۔ بچوں کے حلیے، ان کی حالت ایسی ہوتی ہے لگتا ہے کہ جیسے کسی فقیر کے بچے ہیں۔ ایسی ماؤں کے بچے پھر احساسِ کمتری کا بھی شکار ہو جاتے ہیں اور پھر بڑھتے بڑھتے ایسی حالت کو پہنچ جاتے ہیں جب وہ بالکل ہی ہاتھوں سے نکل جائیں۔ اور اس وقت پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

پس اللہ کے رسول نے آپ کو متنبہ کر دیا ہے، وارننگ دے دی ہے کہ اگر تم اپنے خاوندوں کے گھروں کی صحیح رنگ میں نگرانی نہیں کرو گی تو تمہیں پوچھا جائے گا، تمہاری جواب طلبی ہو گی۔ اور جیسا کہ میں نے اوپر کہا ہے اس کے نتائج پھر اس دنیا میں بھی ظاہر ہونے لگ جاتے ہیں۔ اس لئے اب تمہارے لئے خوف کا مقام ہے۔ ہر عورت کو اپنے گھر کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اور جب آپ اپنے خاوندوں کے گھروں کی نگرانی کے اعلیٰ معیار قائم کریں گی، بچوں کا خیال رکھیں گی، خاوند کی ضروریات کا خیال رکھیں گی اور ان کا کہنا ماننے والی ہوں گی تو ایسی عورتوں کو اللہ کا رسول اتنا ہی ثواب کا حق دار قرار دے رہا ہے جتنا کہ عبادت گزار مرد اور اس کی راہ میں قربانی کرنے والے مرد کو ثواب ملے گا اور پھر ساتھ ہی جنت کی بھی بشارت ہے جیسا کہ یہ حدیث ہے۔ میں بیان کرتا ہوں۔

"ایک دفعہ اسماء بنت یزید انصاری آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عورتوں کی نمائندہ بن کر آئیں اور عرض کیا حضور! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، میں عورتوں کی طرف سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مردوں اور عورتوں سب کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔ ہم عورتیں گھروں میں بند ہو کر رہ گئی ہیں اور مردوں کو یہ فضیلت اور موقع حاصل ہے کہ وہ نماز باجماعت، جمعہ اور دوسرے مواقع میں شامل ہوتے ہیں۔ نماز جنازہ پڑھتے ہیں، حج کے بعد حج کرتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ اور جب آپ میں سے کوئی حج، عمرہ یا جہاد کی غرض سے جاتا ہے تو ہم عورتیں آپ کی اولاد اور آپ کے اموال کی حفاظت کرتی ہیں۔ اور سوت کات کر آپ کے کپڑے بُنتی ہیں۔ آپ کے بچوں کی دیکھ بھال اور ان کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری بھی سنبھالے ہوئے ہیں۔ کیا ہم مردوں کے ساتھ ثواب میں برابر کی شریک ہو سکتی ہیں۔ جب کہ مرد اپنا فرض ادا کرتے ہیں اور ہم اپنی ذمہ داری نبھاتی ہیں۔ اسماء کی یہ بات سُن کر حضور صحابہ کی طرف مُڑے اور انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ اس عورت سے زیادہ عمدگی کے ساتھ کوئی عورت اپنے مسئلہ اور کیس کو پیش کر سکتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا حضور ہمیں تو گمان بھی نہیں تھا کہ کوئی عورت اتنی عمدگی کے ساتھ اور اتنے اچھے پیرایہ میں اپنا مقدمہ پیش کر سکتی ہے۔ پھر آپ اسماء کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے خاتون! اچھی طرح سمجھ لو اور جن کی تم نمائندہ بن کر آئی ہو ان کو جا کر بتا دو کہ خاوند کے گھر کی عمدگی کے ساتھ دیکھ بھال کرنے والی اور اُسے اچھے طرح سنبھالنے والی عورت کو وہی ثواب اور اجر ملے گا جو اُس کے خاوند کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے پر ملتا ہے۔"

(تفسیر الدرالمنثور۔ تفسیر سورۃ النساء۔ زیر آیۃ ﴿الرّجال قوّامون علی النّساء﴾)

پھر ایک حدیث میں آتا ہے کہ

"جس عورت نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنے آپ کو بُرے کاموں سے بچایا اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کی اور اُس کا کہنا مانا، ایسی عورت کو اختیار ہے کہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔"

(مجمع الزوائد۔ کتاب النکاح۔ باب فی حق الزوک علی المرأۃ)

پھر ایک حدیث ہے موسیٰ بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ: "اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں سے بہترین عورتیں قریش کی عورتیں ہیں جو چھوٹے بچوں پر دوسروں کی نسبت زیادہ شفیق اور مہربان ہیں اور تنگی اور ترشی میں خاوندوں سے نرمی اور لطف کا سلوک کرنے والی ہیں۔"

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ)

بعض عورتوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ بعض دفعہ حالات خراب ہو جاتے ہیں، مرد کی ملازمت نہیں رہی یا کاروبار میں نقصان ہوا، وہ حالات نہیں رہے، کشائش نہیں رہی تو ایک شور برپا کر دیتی ہیں کہ حالات کا رونا، خاوندوں سے لڑائی جھگڑے، انہیں برا بھلا کہنا، مطالبے کرنا۔ تو اس قسم کی حرکتوں کا نتیجہ پھر اچھا نہیں نکلتا۔ خاوند اگر ذرا سا بھی کمزور طبیعت کا مالک ہے تو فوراً قرض لے لیتا ہے کہ بیوی کے شوق کسی طرح پورے ہو جائیں اور پھر قرض کی دلدل ایک ایسی دلدل ہے کہ اس میں پھر انسان دھنستا چلا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں کامل وفا کے ساتھ خاوند کا مددگار ہونا چاہئے، گزارا کرنا چاہئے۔ پھر چھوٹے بچوں سے شفقت کا سلوک کرنا چاہئے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں عورت کی جو خصوصیات بیان کی گئیں ہیں ان میں آیا ہے کہ بچوں سے شفقت کرتی ہیں اور خاوندوں کی فرمانبردار ہیں تا کہ اُن کی تربیت بھی اچھی ہو، اُن کی اُٹھان اچھی ہو اور وہ معاشرے کا مفید وجود بن سکیں۔ تو اسلام صرف تمہارے حقوق نہیں قائم کرتا، جس طرح یورپ میں ہے کہ عورت کے حقوق، فلاں کے حقوق، بلکہ تمہاری نسلوں کے حقوق بھی قائم کرتا چلا جاتا ہے۔ ذرا سی بات پر شور شرابہ کرنے والی عورتوں کو یہ حدیث بھی ذہن میں رکھ کر استغفار کرتے رہنا چاہئے۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ "آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مجھے آگ دکھائی گئی تو مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت عورتوں کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کفر کا ارتکاب کرتی ہیں۔ عرض کیا گیا کہ کیا وہ اللہ کا انکار کرتی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں وہ احسان فراموشی کی مرتکب ہوتی ہیں۔ اگر تو اُن میں سے کسی سے ساری عمر احسان کرے اور پھر وہ تیری طرف سے کوئی بات خلاف طبیعت دیکھے تو کہتی ہے میں نے تیری طرف سے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔"

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب کفران العشیر وکفر دون کفر فیہ)

پس ہر عورت کے لئے مقام خوف ہے، بہت استغفار کرے۔ پھر اسلام تمہارے حقوق قائم کرنے کے لئے کس طرح مردوں کو ارشاد فرما رہا ہے۔ مردوں کو تم پر سختی کرنے سے کس طرح روک رہا ہے۔ تھوڑی بہت کمیوں کمزوریوں کو نظرانداز کرنے کے بارے میں مردوں کو کس طرح سمجھایا جا رہا ہے۔ ایسی مثال دی ہے کہ مغربی معاشرے کے ذہن میں بھی کبھی ایسی مثال نہیں آ سکتی۔ جیسا کہ اس حدیث میں آتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: "عورتوں کی بھلائی اور خیرخواہی کا خیال رکھو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا سب سے زیادہ کج حصہ اُس کا سب سے اعلیٰ حصہ ہوتا ہے۔ اگر تم اُسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اُسے توڑ ڈالو گے اگر تم اُس کو اُسکے حال پر ہی رہنے دو گے تو وہ ٹیڑھا ہی رہے گا۔ پس عورتوں سے نرمی کا سلوک کرو۔"

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء)

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔ مختصر الفاظ میں فرما دیا ہے ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ﴾ (البقرۃ:229) کہ جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں۔ بعض لوگوں کا حال سُنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں، حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پردہ کے حکم ایسے ناجائز طریقے پر برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔ چاہئے کہ بیویوں سے خاوندوں کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان ہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ300-301 جدید ایڈیشن)

تو یہ حسین تعلیم ہے جو اسلام نے عورتوں کے حقوق قائم کرنے کے لئے دی ہے۔ تنبیہ کی بھی صرف اس حد تک اجازت ہے کہ تنبیہ کی حد تک ہی ہو۔ یہ نہیں کہ مار دھاڑ اور ظلم زیادتی شروع ہو جائے۔ اس ضمن میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ آپ کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ مت سمجھو کہ پھر عورتیں ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو بہت ذلیل اور حقیر قرار دیا جاوے۔ نہیں نہیں۔ ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں! دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔ نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے۔ ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ ایک غصہ سے بھرا ہوا انسان بیوی سے ادنیٰ سی بات پر ناراض ہو کر اُس کو مارتا ہے اور کسی

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

رمضان میں جو تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کی ہیں، رمضان کے بعد بھی ان کو قائم رکھنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو توفیق دے کہ وہ دعاؤں میں لگا رہے اور اپنی ایمانی اور عملی حالت کو بڑھانے کی کوشش کرے۔

یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والوں کو عقل اور سمجھ دے اور وہ اس زمانے کے امام کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت نہ دیں۔

(آئینۂ کمالات اسلام کے قوم کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک درمندانہ دعا کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 28/اکتوبر 2005ء (28/اخاء 1384 ہجری شمسی) بمقام مسجد بیت الفتوح لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

﴿ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ۔ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾ (سورۃ البقرہ :۱۸۷)

رمضان آیا اور بڑی تیزی سے گزر گیا، صرف چند روز باقی رہ گئے ہیں، پانچ چھ دن۔ جب رمضان شروع ہو تو انسان سوچتا ہے، ایک مومن سوچتا ہے کہ یہ تیس دن ہیں، اس میں بڑی نیکیاں کرنے اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا موقع مل جائے گا۔ مَیں یہ بھی کرلوں گا، مَیں وہ بھی کرلوں گا جس سے خداتعالیٰ کی رضا کو حاصل کرسکوں۔ لیکن آج یہ احساس ہو رہا ہے کہ یہ کیا! صرف چند روز رہ گئے؟ اور رمضان کا آخری جمعہ بھی آ گیا۔ مَیں تو کچھ بھی نہیں کرسکا۔ سوچنے والا، صحیح مومن یہی سوچتا ہے۔ تو بہرحال اب یہ چند دن بھی یہ احساس دلا دیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنا ہے جتنا سمیٹ سکتے ہیں سمیٹ لیں، خالص ہو کر اس کی عبادت کی طرف توجہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر چلنے کی کوشش کریں، اس سے مدد مانگیں تو یہ احساس اور یہ عمل ہر قسم کی نیکیاں بجالانے کی طرف توجہ دلانے والا ہوگا اور اس کی عبادت کی طرف خالص ہو کر متوجہ کرنے والا ہوگا، اس کے فضلوں کا وارث بنانے والا ہوگا۔ اس آخری عشرہ میں تو پہلے سے بڑھ کر خداتعالیٰ اپنے بندے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ قبولیت دعا کے نظارے پہلے سے بڑھ کر ظاہر کرتا ہے بلکہ ان دنوں میں ایک ایسی رات بھی آتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کہا ہے اور یہ ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اس ایک رات کی عبادت انسان کو باخدا انسان بنانے کے لئے کافی ہے۔ تو اگر ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے خالص ہو کر ان چھ دنوں میں ہی خداتعالیٰ کے آگے جھکیں گے تو کیا بعید کہ یہ چھ راتیں بلکہ ان میں سے ایک رات ہی ہمارے اندر انقلابی تبدیلی لانے والی ہو، خدا کا صحیح عبد بنانے والی بن جائے اور ہماری دنیا و آخرت سنور جائے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہم اپنے مقصد پیدائش کو پہچاننے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کا مقصد پیدائش تو یہی بتایا ہے کہ اس کے عبادت گزار بندے بن جائیں۔ یہی پیدائش کا مقصد ہے۔ پس اپنی عبادتوں کے معیار کو اونچا کرنے کے لئے یہ چند دن رہ گئے ہیں۔ اور ان چند دنوں کے بارے میں خداتعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ جو آخری عشرہ کے دن ہیں یہ اس برکتوں والے مہینے کی وجہ سے جہنم سے نجات دلانے کے دن ہیں۔ گناہ گار سے گناہگار شخص بھی اگر خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکے تو اپنے آپ کو آگ سے بچانے والا ہوگا۔ پس یہ گناہگار سے گناہگار شخص کے لئے بھی ایک خوشخبری ہے کہ اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے سامان کرلو۔ پس جن کو اس رمضان کے گزرے ہوئے دنوں میں دعاؤں کا موقع ملا ہے، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کا موقع ملا ہے، اس کی رضا کی راہوں پر چلنے کا موقع ملا ہے یا جن کو اپنی شامت اعمال کی وجہ سے گزرے ہوئے دنوں کی برکات سے فیضیاب ہونے کا موقع نہیں ملا۔ ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی خشیت دل میں پیدا کرتے ہوئے ان آخری دنوں کی برکات سے فیض اٹھاتے ہوئے، دعائیں کرتے ہوئے، خداتعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے ان بقیہ دنوں کے فیض سے فیضیاب ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور یہ دن جو ہیں ان کو دعاؤں میں گزارنا چاہئے۔

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس سے پہلے بھی رمضان سے متعلقہ احکامات ہیں اور اس کے بعد بھی جو آیات آتی ہیں ان میں بھی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دُعا کرنے والے کی دُعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔ تو اس میں اللہ تعالیٰ نے قبولیت دعا کا طریق ہمیں سمجھا دیا۔ پہلی بات تو یہ کہ صرف اپنی دنیاوی اغراض کے لئے ہی میرے پاس نہ آؤ بلکہ مجھے تلاش کرنے کے لئے میرے پاس آؤ۔ میری رضا حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ جب مجھ سے مجھے مانگو گے تو پھر مَیں تمہیں بتاؤں گا کہ مَیں تمہارے سے دور نہیں ہوں۔ مَیں تو تمہارے قریب ہوں بلکہ تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ اور مَیں اپنے لئے اپنے بندے کی پکار سن کر دوڑتا ہوا اس کی طرف آتا ہوں۔ مگر تم اس طریقے اور سلیقے سے مجھے پکارو تو سہی جو مَیں نے تم کو بتائے ہیں۔ صرف اپنا مطلب پڑنے پر ہی مجھے آواز نہ دو۔ جب کسی مشکل میں گرفتار ہو جاؤ صرف اسی وقت مجھے نہ پکارو۔ صرف کسی ضرورت اور تکلیف کے وقت ہی نہ مجھے پکارو گو کہ ایسی تکلیف کی حالت میں بھی پکارنے والوں کی تکلیفیں اللہ تعالیٰ دور کرتا ہے۔ لیکن صرف ایسی صورت میں پکارنے سے دوستیاں قائم نہیں ہوتیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بندے کا خداتعالیٰ کے ساتھ دوست کا معاملہ ہے۔ پس اصل اور پائیدار اور ہمیشہ رہنے والی دوستی کے لئے دوست کی باتیں بھی ماننی پڑتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری بات پر لبیک کہو۔ جو میں کہتا ہوں اسے مانو تو پھر یہ ہماری دوستی پکی ہوگی۔ اس لئے پہلا حکم جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے یہی اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو۔ صرف رمضان کے تیس دن عبادتوں کے لئے نہیں ہیں بلکہ فرمایا کہ میرا حکم یہ ہے کہ مستقل عبادت کرو۔ روزانہ کی پانچ نمازیں باجماعت ادا کرو جو فرض کی گئی ہیں۔ مردوں کے لئے یہی حکم ہے کہ مسجد میں جا کے ادا کریں یا جہاں بھی سنٹر ہے وہاں جا کے ادا کریں، عورتوں کے لئے حکم ہے گھروں میں پانچ نمازیں پڑھیں، وقت پر نمازیں ادا کریں۔ اپنی نمازوں کی خاطر دوسری مصروفیات کو کم کریں۔ جس طرح آج کل رمضان میں ہر ایک کوشش کر کے نمازوں کی طرف توجہ دے رہا ہوتا ہے قرآن پڑھنے کی طرف توجہ دے رہا ہوتا ہے۔ تو اس طرح رمضان کے بعد بھی وقت پر پانچوں نمازیں ادا کرو۔ کوئی دوستی اللہ تعالیٰ کی دوستی سے بڑھ کر نہ ہو۔ اس ذات پر ایسا ایمان ہو جو کسی اور پر نہ ہو اور ہمیشہ اسی کو مدد کے لئے پکارو۔ یہ نہ ہو کہ بعض دفعہ بعض معاملات میں مدد کے لئے تم غیراللہ کی طرف جھک جاؤ، ان سے مدد مانگنے لگو۔ اگر یہ صورت ہوگی تو یہ کمزور ایمانی

حالت ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی ایمانی حالت کو بڑھاؤ۔ میرے پر پختہ اور کامل یقین رکھو۔ ہم کہہ تو دیتے ہیں کہ ہمیں خدا پر بڑا پکّا ایمان ہے لیکن بعض دفعہ ایسے عمل سرزد ہو جاتے ہیں جو ہمارے دعوے کی نفی کر رہے ہوتے ہیں۔ ایمان کی تعریف یہ ہے کہ حق کی یا سچائی کی تصدیق کر کے اس کا فرمانبردار ہو جائے۔ اب ہر ایک اپنا جائزہ لے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد، یہ تصدیق کرنے کے بعد کہ آپؑ خدا کے مسیح ہیں اور حق پر ہیں کس حد تک ہم نے آپؑ کی باتوں کی فرمانبرداری کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے کے لئے آپؑ نے جن شرائط پر ہم سے بیعت لی ہے اس تعلیم پر کس حد تک ہم عمل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں جو احکامات دیئے ہیں ان پر کس حد تک عمل کر کے ہم فرمانبرداری کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اور کس حد تک ہم نے فرمانبرداری کرنی ہے اس فرمانبرداری کی مزید وضاحت، اس ایمان کی حالت کی مزید وضاحت اس طرح ہوتی ہے کہ ہمارا دل بھی اس بات کی تصدیق کر رہا ہو ہماری زبان بھی اس بات کا اقرار کر رہی ہو اور ہمارے ہر عضو کا، جسم کے ہر حصے کا عمل بھی اس بات کی تصدیق کر رہا ہو۔ تو یہ ہے ایمان کی حالت۔ اکثر دفعہ اکثر کا دل تو اس بات کی تصدیق کر رہا ہوتا ہے یا کم از کم یہ سوچ رہے ہوتے ہیں کہ یہ بات صحیح ہے، یہ بات حق ہے، یہ سچ ہے لیکن وہ صرف دل میں یہ تسلیم کر رہے ہوتے ہیں گو بعض دفعہ زبان سے بھی اظہار کر دیتے ہیں کہ یہ بات حق ہے، یہ سچ ہے اور میرا دل خدا پر ایمان لاتا ہے۔ مَیں خدا کو مانتا ہوں۔ لیکن اس چیز سے ایمان مکمل نہیں ہو جاتا بلکہ جسم کے ہر عضو سے، ہر حصے سے یہ اظہار ہونا چاہئے کہ میرا کوئی بھی عمل خدا تعالیٰ کی تعلیم کے خلاف نہ ہو، تب جا کے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ پر اعتقاد بھی ہو، قول صدق بھی ہو اور عمل صالح بھی۔ یہ ساری چیزیں اکٹھی ہوں گی تو اس کو ایمان کہا گیا ہے اور اگر یہ تینوں چیزیں اکٹھی نہیں ہیں تو کامل ایمان بھی نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے پر ایمان لاؤ اور اس طرح ایمان لاؤ۔

اب دیکھیں کتنے خدا تعالیٰ کے احکامات ہیں، کتنوں پر ہم عمل کرتے ہیں۔ عبادت کو ہی لے لیں، کیا ہم اس کا حق ادا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق ہیں، کیا ہم ان کو ادا کرتے ہیں۔ اگر کسی معاملے میں ذرا سا کہیں اپنا مفاد آ جائے تو فوراً سب کچھ بھول جاتے ہیں اور اپنے مفاد کی فکر ہوتی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا مانگو اور پھر دعا کے لئے صبر سے مانگتے چلے جانے کی شرط ہے۔ جلد بازی کرتے ہوئے بیچ میں چھوڑ دینا دعا مانگنے کا طریق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ جب صبر سے دعا کرتے ہیں اور جب بھی دعا کرتے ہیں صبر سے کرتے ہیں اور جلد بازی نہیں کرتے جب اس طرح کر رہے ہوتے ہیں تو وہ اپنے مقصود کو پا لیتے ہیں۔ اور ان کا مقصود کیا ہوتا ہے۔ کیا چیز انہوں نے حاصل کرنی ہوتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، جیسا کہ فرمایا ﴿وَالَّذِیْنَ صَبَرُوْا ابْتِغَآءَ وَجْہِ رَبِّہِمْ﴾ (الرعد:23) اور جنہوں نے اپنے رب کی رضا کی طلب میں صبر کیا۔ تو جب اللہ تعالیٰ کی وجہ سے صبر کرتے ہیں، مستقل مزاجی سے اس سے دعائیں مانگتے ہیں اور پھر مانگتے چلے جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ فرمایا پھر مَیں دعاؤں کو سنتا بھی ہوں بشرطیکہ اس کا حق ادا کیا جائے یعنی یہی کہ صبر کے ذریعہ سے مانگتے چلے جائیں اور مقصد بھی ان کا یہ ہو کہ میری رضا حاصل کرنی ہے تو باقی چیزیں تو ضمنی چیزیں ہیں، وہ تو مل ہی جائیں گی جب اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے گی۔ فرمایا کہ ﴿سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ﴾ (الرعد: 25) تمہارے اس صبر اور ثابت قدمی کی وجہ سے تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے اس طرح مانگنے کی وجہ سے تمہیں میری نعمتیں حاصل ہوں۔

پس جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی اور اچھے انجام کی خبر مل رہی ہو تو پھر کسی اور طرف جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس لئے ہمیشہ ایک مومن کو صبر سے دعائیں مانگتے رہنا چاہئے اور جب ہم دعاؤں میں خدا تعالیٰ سے اس کی رضا اور توجہ مانگیں گے تو غیر ضروری دعاؤں کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ دوسری سب دعائیں غیر ضروری بن جائیں گی۔ کبھی ہمارے منہ سے ایسی دعائیں نہیں نکلیں گی جو بعض دفعہ جلد بازی میں آ کر ایسی ہو جاتی ہیں جو خیر سے خالی ہوں۔ ایسی دعائیں کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہو گی جن میں صرف اور صرف اپنی ذات کا لالچ ہو، صرف اور صرف دنیاوی ضروریات ہی ان کا محور ہو، دنیاوی ضروریات کے گرد ہی گھوم رہی ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ کی مرضی مل جائے گی تو خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق خود ہمارا کفیل ہو جائے گا۔ خود ہی ہماری ضروریات پوری کرنے والا ہو گا۔ بعض دوسری دعائیں کرنے والوں جن کے اندر دعاؤں کی وجہ سے تبدیلیاں پیدا ہوئی ہوتی ہیں، ان کو دیکھ کر بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ یہ خیال آیا ہے کہ ہم بھی دعاؤں کی طرف توجہ کریں، ہم بھی ان جیسے بنیں۔ اگر یہ توجہ پیدا ہوئی ہے تو شرط یہ ہے کہ ان رمضان کے تیس دنوں کے بعد صبر ٹوٹ نہ جائے بلکہ دعاؤں کی عادت جو اس خالص ماحول کی وجہ سے پڑ گئی ہے یا اس طرف توجہ پیدا ہوئی ہے کہ ہم دعائیں کریں، یہ خیال آتا ہے تو اب یہ چیزیں زندگیوں کا حصہ بننی چاہئیں۔ ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ اب ہم اس عادت کو جو ہمیں یا اس چیز کو جو ہم نے اپنائی ہے، اپنی زندگی کا مستقل حصہ بنا لیں۔

جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری عشرہ میں اللہ تعالیٰ جہنم سے نجات دیتا ہے۔ دعائیں قبول کرتا ہے۔ تو یہ دعا بھی کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا کی ہوا و ہوس کی جہنم سے بھی ہمیں نجات دے۔ ہماری دعائیں قبول فرمائے، ہماری توبہ قبول فرماتے ہوئے ہمیں اپنی رضا کو حاصل کرنے والا بنا دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ: ''﴿اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ (سورۃ البقرہ:۱۸۷) یعنی میں توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ اس اقرار کو جائز قرار دیتا ہے جو کہ سچے دل سے توبہ کرنے والا کرتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس قسم کا اقرار نہ ہو تو پھر توبہ کا منظور ہونا ایک مشکل امر تھا۔ سچے دل سے جو اقرار کیا جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر خدا تعالیٰ بھی اپنے تمام وعدے پورے کرتا ہے جو اس نے توبہ کرنے والوں کے ساتھ کئے ہیں اور اسی وقت سے ایک نور کی تجلّی اس کے دل میں شروع ہو جاتی ہے جب انسان یہ اقرار کرتا ہے کہ میں تمام گناہوں سے بچوں گا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا''۔ (البدر جلد 2 مورخہ 24/ اپریل 1903ء صفحہ 107)

پس یہ سچے دل کا اقرار ہے یہی ہے جو بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ان بقیہ دنوں میں ہمیں خاص طور پر یہ اقرار کرنا چاہئے اور دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس اقرار پر قائم رہیں اور رمضان کے بعد بھی جو تبدیلیاں ہم اپنے اندر پیدا کی ہیں ان کو قائم رکھنے کی کوشش کریں، ان کو جاری رکھ سکیں۔ ہم اپنے اس عہد پر قائم رہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور دعا کے ساتھ ساتھ جب ہم اپنا جائزہ لیں گے کہ کیا ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھ رہے ہیں تو پھر ہمیں مزید اصلاح کی طرف توجہ پیدا ہو گی، مزید توبہ کرنے کی توفیق ملے گی۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق ملے گی۔ نیک اعمال بجا لانے کی توفیق ملے گی۔ اور جب اس طرح ہو رہا ہو گا تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق ہماری توبہ قبول کرتے ہوئے ہماری طرف متوجہ ہو گا، مزید نیکیوں کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔ پس یہ برکت اسی وقت پڑے گی جب اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے سب کام ہو رہے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''دعا خدا تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے کہ ﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ (سورۃ البقرہ:۱۸۷) یعنی جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں کہ خدا کہاں ہے اور اس کا کیا ثبوت ہے تو کہہ دو کہ بہت ہی قریب ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو مَیں اس کا جواب دیتا ہوں۔ یہ جواب کبھی رؤیائے صالحہ کے ذریعے ملتا ہے کبھی کشف و الہام کے واسطے سے۔ علاوہ بریں دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا قادر ہے کہ مشکلات کو حل کر دیتا ہے۔ غرض دُعا بڑی دولت اور طاقت ہے۔ اور قرآن شریف میں جا بجا اس کی ترغیب دی گئی ہے اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنی مشکلات سے نجات پائی۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور ان کی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے۔ پس مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہو گی جو خدا کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہو جائے''۔

(الحکم جلد 9 مورخہ 17/ جنوری 1905ء صفحہ 3)

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ان آخری دنوں میں خاص طور پر جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو توفیق دے کہ وہ دعاؤں میں لگا رہے اور اپنی ایمانی اور عملی حالت کو بڑھانے کی کوشش کرے۔ دعاؤں کی قبولیت کے لئے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فضل کر رہا ہوتا ہے۔ پس ان دنوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت زیادہ دعاؤں پر زور دیں اور رمضان کی برکات سمیٹنے کی ہر احمدی کوشش کرے۔ اور زیادہ تر دعائیں یہ ہونی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو اور تب ہی ہمارا دعائیں کرنا ہماری زندگی کا مستقل حصہ بن سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی رضا ہم حاصل کر لیں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آخری عشرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کے لئے اتنی کوشش فرماتے جو اس کے علاوہ کبھی دیکھنے میں نہ آتی تھی۔

(صحیح مسلم کتاب الاعتکاف۔ باب الاجتہاد فی العشر الاواخر من شہر رمضان)

پس ہمارے سامنے یہ اُسوہ ہے۔ ان بقایا دنوں میں ہمیں چاہئے کہ خاص توجہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں یہ دن گزاریں دعاؤں میں لگ جائیں اور اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے بن جائیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور محاسبہ نفس کرتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے، اسے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے لیلۃ القدر کی رات قیام کیا اسے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر۔ باب فضل لیلۃ القدر)

گزشتہ گناہ بخشے جانے کا مطلب ہی یہی ہے کہ اس کو آئندہ سے گناہ سے نفرت پیدا ہو جائے گی اور نیکیاں کرنے کی طرف توجہ زیادہ پیدا ہو جائے گی اور اس کا ہر فعل خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بن جائے گا۔ پس ایک مومن جب اپنی غلطیوں پر نظر رکھتے ہوئے، اپنا محاسبہ کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہوگا، اس کے آگے جھک رہا ہوگا، دعائیں کر رہا ہوگا تو یہ دن یقیناً اس میں انقلابی تبدیلی پیدا کرنے والا دن ہوگا۔ پس ہر احمدی کو چاہئے کہ ان دنوں کو اپنی زندگیوں کو سنوارنے کا ذریعہ بنالیں اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن جائیں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص محض للہ دونوں عیدوں کی راتوں میں عبادت کرے گا اس کا دل ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا جائے گا اور اس کا دل اس وقت بھی نہیں مرے گا جب سب دنیا کے دل مر جائیں گے۔

(ابن ماجہ کتاب الصیام۔ باب ما جاء فی ثواب الاعتکاف)

پس دیکھیں، رمضان کی تبدیلیوں کو جو پاک تبدیلیاں دل میں پیدا ہوتی ہیں ان کو مستقل بنانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے خوبصورت انداز میں ترغیب دلائی ہے۔ عید کی خوشیوں میں اکثر لوگ بھول جاتے ہیں، (اگلے جمعے عید بھی آنی ہے) کہ نماز بھی وقت پہ پڑھنی ہے کہ نہیں۔ تو رات کی عبادت کی طرف، نوافل کی طرف توجہ دلا کر یہ بتا دیا کہ فرائض تو تم نے پورے کرنے ہی ہیں لیکن اگر ہمیشہ کی رضا اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنی ہے تو راتوں کو بھی ان دنوں میں عبادت سے سجاؤ۔ رمضان کے بعد بھی اور خاص طور پر ایسے موقعوں پر جب خوشی کے موقعے ہوتے ہیں۔ جب آدمی کو دوسری طرف توجہ زیادہ ہو رہی ہوتی ہے۔ صرف ڈھول ڈھمکوں اور دعوتوں میں ہی نہ وقت گزار دو۔ پس یہ عبادتیں جو ہیں یہ زندگی کا مستقل حصہ بنی چاہئیں۔

دعاؤں کے سلسلے میں چند اور احادیث ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ کس طرح ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں اور کس طرح ہم دعاؤں کے فیض حاصل کر سکتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جس کے لئے باب الدعا کھولا گیا گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں ان میں سے سب سے زیادہ محبوب اس کے نزدیک یہ ہے کہ اس سے عافیت طلب کی جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان پر جو ابتلاء آچکے ہیں یا جن سے خطرہ درپیش ہو ان سے محفوظ رہنے کے لئے سب سے زیادہ مفید بات دعا ہے۔ پس اے اللہ کے بندو تمہیں چاہئے کہ تم دعا میں لگے رہو۔ (سنن الترمذی۔ کتاب الدعوات۔ باب ما جاء فی عقد التسبیح بالید)

تو اللہ تعالیٰ کی محبوب دعاؤں میں سے سب سے زیادہ محبوب دعا اس سے عافیت طلب کرنا ہے، اس کی رضا حاصل کرنا ہے، اس کی پناہ میں آنا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے تو پھر باقی چیزیں تو ایک مومن کو خود بخود مل جاتی ہیں۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکالیف اور مصائب کے وقت اس کی دعاؤں کو قبول کرے تو اسے چاہئے کہ وہ خوشحالی کے اوقات میں کثرت سے دعائیں کرتا رہے۔

پس یہ دعاؤں کا تعلق مستقل قائم رہے گا تو پھر ہی قبولیت دعا کے غیر معمولی نظارے بھی نظر آئیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے۔ وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تندسیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے۔ ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے۔

مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں۔ تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔ مبارک تم جب کہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے''، کبھی تھکتے نہیں۔ ''اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینے میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کے لئے اندھیری کوٹھریوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے۔ اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور ازخود رفتہ بنا دیتی ہے کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم، حیا والا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ۔ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔ دنیا کے شور و غوغا سے الگ ہو جاؤ اور نفسانی جھگڑوں کا دین کو رنگ مت دو۔ خدا کے لئے ہار اختیار کر لو اور شکست کو قبول کر لو تا بڑی بڑی فتحوں کے تم وارث بن جاؤ۔ دعا کرنے والوں کو خدا معجزہ دکھائے گا۔ اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت نعمت دی جائے گی۔ دعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔ دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان سے نزدیک ہے۔ دعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے''۔ خود بخود انسان کو پتہ لگ جاتا ہے کہ دعا قبول ہوگئی۔ اپنے اندر ایک تبدیلی نظر آ رہی ہوتی ہے۔

فرمایا ''پھر اس تبدیلی سے خدا بھی اپنی صفات میں تبدیلی کرتا ہے اور اس کے صفات غیر متبدل ہیں مگر تبدیلی یافتہ کے لئے اس کی ایک الگ تجلی ہے''۔ صفات تو اس کی وہی ہیں لیکن ایک نیا انداز ہوتا ہے جب ایک انسان تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ ان صفات کے ساتھ ہی۔ ''جس کو دنیا نہیں جانتی گویا وہ اَور خدا ہے حالانکہ اور کوئی خدا نہیں۔ مگر نئی تجلی نئے رنگ میں اس کو ظاہر کرتی ہے۔ تب اس خاص تجلی کی شان میں اس کے تبدیلی یافتہ کے لئے وہ کام کرتا ہے جو دوسروں کے لئے نہیں کرتا۔ یہی وہ خوارق ہے''۔ یہی وہ خاص چیزیں ہیں جو انسان میں دعا کے بعد پیدا ہوتی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے معجزات ہیں۔

''غرض دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشت خاک کو کیمیا کر دیتی ہے''۔ ایک مٹی کو بھی قیمتی چیز بنا دیتی ہے۔ ''اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ حضرت احدیت پر گرتی ہے۔ وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی ہوتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے۔ اور سجدہ بھی کرتی ہے اور اسی کی ظل وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھائی ہے''۔

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 222-224)

پس یہ ہے دعا کرنے کا طریق اور یہ ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہم سے توقعات۔ خدا کرے کہ اس رمضان میں ہم میں سے ہر ایک اس فلسفہ کو سمجھ کر اپنی زندگیوں کا حصہ بنائے اور یہ بہتر تبدیلیاں، پاک تبدیلیاں پھر ہماری زندگیوں کا حصہ بن جائیں۔

ان دنوں میں اپنے لئے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو، اس کے حکموں پر عمل کرنے اور چلنے کی توفیق ملے، اس زمانے کے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانے کی ہمیں توفیق ملے۔ رمضان کی برکات ہماری زندگیوں کا مستقل حصہ بن جائیں۔ جو نیکیاں ہم نے اپنا لی ہیں ان کو کبھی چھوڑنے والے نہ ہوں۔ اور جو برائیاں ہم نے ترک کی ہیں وہ کبھی دوبارہ ہمارے اندر داخل نہ ہوں۔ ہماری اولاد در اولاد اور آئندہ نسلیں بھی خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والی اور نیکیوں پر چلنے والی ہوں۔ یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والوں کو عقل اور سمجھ دے اور وہ اس زمانے کے امام کا انکار نہ کریں۔ اس کو پہچان لیں اور اس انکار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت نہ دیں۔ ہمارے دل تو بہرحال ان کی تکلیفوں سے بے چین رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں کی توفیق دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آئینہ کمالات اسلام کے عربی حصے میں قوم کے بارے میں کچھ دعائیں کی ہیں۔ ان میں سے چند دعائیں ایک آدھ لفظ کی معمولی تبدیلی کے ساتھ مَیں پڑھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آپؑ نے فرمایا: اے میرے رب! میری قوم کے بارہ میں میری دعا اور میرے بھائیوں کے بارے میں میری تضرعات کو سن۔ مَیں تیرے نبی خاتم النبیّین و شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں۔ اے میرے رب! انہیں ظلمات سے اپنے نور کی طرف نکال اور دوریوں کے صحراء سے اپنے حضور میں لے آ۔ اور اپنی ہلاکت سے اس قوم کو بچا جو میرے دونوں ہاتھ کاٹنا چاہتے ہیں۔ ان کے دلوں کی جڑوں میں ہدایت داخل فرما۔ ان کی خطاؤں اور گناہوں سے درگزر فرما۔ انہیں پاک و صاف کر اور انہیں ایسی آنکھیں دے جن سے وہ دیکھ سکیں۔ اور ایسے کان دے جن سے وہ سن سکیں اور ایسے دل دے جن سے وہ سمجھ سکیں اور ایسے انوار عطا فرما جن سے وہ پہچان سکیں اور ان پر رحم فرما اور جو کچھ وہ کہتے ہیں ان سے درگزر فرما کیونکہ یہ ایسی قوم ہیں جو جانتے نہیں۔ اے میرے رب! حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اور ان کے بلند درجات اور راتوں کو قیام کرنے والے مومنین اور دوپہر کی روشنی میں غزوات میں شریک ہونے والے نمازیوں اور جنگوں میں تیری خاطر سوار ہونے والے مجاہدین اور ام القریٰ مکہ مکرمہ کی طرف سفر کرنے والے قافلوں کا واسطہ۔ تُو ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان صلح کروا۔ تُو ان کی آنکھیں کھول دے اور ان کے دلوں کو منور فرما۔ انہیں وہ کچھ سمجھا جو تُو نے ہمیں سمجھایا ہے۔ اور ان کو تقویٰ کی راہوں کا علم عطا کر۔

(ترجمہ از عربی عبارت آئینۂ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحات 22-23)

اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے اور ان سب کے سینے کھولے۔

بقیہ:خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ
از صفحہ نمبر 4

نازک مقام پر چوٹ لگی ہے اور بیوی مرگئی ہے۔اس لئے ان کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ ﴿وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾‘‘۔(النساء:20) اس کا مطلب یہ ہے کہ اُن سے اچھی طرح حسنِ سلوک سے پیش آوٴ۔’’ہاں اگر وہ بیجا کام کرے تو تنبیہ ضروری چیز ہے۔انسان کو چاہئے کہ عورتوں کے دل میں یہ بات جمادے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین کے خلاف ہو کبھی بھی پسند نہیں کرسکتا۔اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اُس کی کسی غلطی پر بھی چشم پوشی نہیں کرسکتا۔خاوند عورت کے لئے اللہ تعالیٰ کا مظہر ہوتا ہے۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے سوا کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔پس مرد میں جلالی اور جمالی رنگ دونوں موجود ہونے چاہئیں‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 403-404 جدید ایڈیشن)

صرف یہ نہیں کہ ہر وقت جلال ہی دکھاتا رہے۔

عورت کے یہ حقوق ہیں جو اسلام قائم کررہا ہے۔ اور آج مغرب کے آزادی کے علمبردار عورت کی آزادی کے نعرے لگاتے ہیں جس میں آزادی کم اور بے حیائی زیادہ ہے۔اور بعض لوگ اِن کے ان کھوکھلے نعروں کے جھانسے میں آکر آزادی کی باتیں کرنی شروع کردیتے ہیں۔آزادی تو آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دلوائی تھی جس کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے۔

بخاری کی روایت ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:’’ہمارا حال یہ ہوگیا تھا کہ ہم اپنے گھروں میں اپنی عورتوں سے بے تکلفی سے گفتگو کرتے ہوئے ڈرنے لگے تھے کہ کہیں یہ شکایت نہ کردیں‘‘۔

(صحیح بخاری کتاب النکاح باب الوصاة بالنساء)

یعنی اگر زیادتی ہوجائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر ہماری شکایت نہ کردیں۔اب بتائیں! لاکھ قانون بنانے کے باوجود، کیا اس معاشرے میں مرد، عورت پر ظلم اور زیادتی نہیں کررہا؟۔اس مغربی معاشرے کو دیکھ لیں۔کیا اب یہ مرد عورتوں پر ظلم و زیادتی کرنے سے باز آگئے ہیں؟۔آپ کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔تو مغرب کی اندھی تقلید کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

پھر اسلام نے بعض حالات میں عورتوں کو حکم دیا ہے کہ بعض نفلی عبادتیں یا ایسی عبادتیں جو تمہارے پر اس طرح فرض نہیں جس طرح مردوں پر جیسا کہ پانچ وقت مسجد میں جاکر نماز پڑھنا وغیرہ۔تو جب بھی ایسی صورت ہوتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہی ارشاد فرماتے تھے کہ وہ اپنے خاوندوں کے حکم کی پابندی کریں۔لیکن بعض دفعہ بعض صحابہ اللہ کے خوف کی وجہ سے اس طرح سختی سے حکم نہیں دیتے تھے لیکن ناپسندیدگی کا اظہار کرتے تھے اور بعض دفعہ بعض صحابیات اپنی آزادی کے حق کو استعمال کرتے ہوئے کہا کرتی تھیں کہ اگر حکم ہے تو مانوں گی، ورنہ نہیں۔

اس بارہ میں ایک حدیث ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کا اپنی بیوی سے ایک معاملہ میں اختلاف رائے ہوگیا۔اُن کی بیگم حضرت عاتکہؓ نماز کی بہت دلدادہ تھیں اور نماز باجماعت کی تو ان کو عادت پڑچکی تھی۔وہ نماز باجماعت کے بغیر رہ ہی نہیں سکتی تھیں۔ پس جب پانچ وقت عورت گھر سے نکلے حالانکہ اس پر نماز اس طرح فرض بھی نہ ہو اور پانچ وقت مسجد میں پہنچے تو پیچھے گھر کی ضروریات کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے کچھ عرصہ تو حوصلہ دکھایا پھر آپ نے کہا کہ اچھا بی بی اب کافی ہوگئی ہے، تمہارے پر تو مسجد میں جاکر نمازیں پڑھنا فرض بھی نہیں ہے، گھر میں نمازیں پڑھنے کی اجازت ہے تم کیوں مسجد جاتی ہو۔ اور پھر یہ کہا کہ خدا کی قسم! تم جانتی ہو کہ تمہارا یہ فعل مجھے پسند نہیں ہے۔تو اُن کی بیوی نے جواب دیا کہ واللہ! جب تک آپ مجھے مسجد جانے سے حکماً نہیں روکیں گے میں نہیں رکوں گی۔اور حضرت عمرؓ کو یہ جُرأت نہیں ہوئی کہ بیوی کو حکماً مسجد جانے سے روک سکیں۔چنانچہ آخر وقت تک انہوں نے یہ سلسلہ نہیں چھوڑا اور باقاعدہ مسجد میں جاکر نمازیں پڑھتی رہیں۔

(صحیح بخاری۔کتاب الجمعة۔باب ھل علیٰ من لا یشھد الجمعة غسل۔)

ایک بات تو اس سے یہ پتہ چلی کہ اُس زمانے میں عورتوں میں کس قدر عبادتوں کا شوق تھا۔ دوسرے یہ کہ فرض سے زیادہ کی عبادت ہم نے خاوند کی مرضی کے بغیر نہیں کرنی۔اگر وہ حکم دے تو رُک جانا ہے۔کجا یہ کہ دنیاوی معاملات میں بھی خاوند کا کہنا نہ مانا جائے۔تو دیکھیں یہ کیسی پیاری سموئی ہوئی، اعتدال والی تعلیم ہے جو اسلام کی تعلیم ہے۔

جو عورتیں اپنے خاوندوں کا کہنا ماننے والی ہیں، ان کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھنے والی ہیں، اُن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت اُمِ سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اُس کا خاوند اس سے خوش اور راضی ہے تو وہ جنت میں جائے گی۔

(سنن الترمذی باب ما جاء فی حق الزوج علی المرأة)

تو دیکھیں عورت کو اِس قربانی کا خدا تعالیٰ کتنا بڑا اجر دے رہا ہے۔ضمانت دے رہا ہے کہ تم اِس دنیا میں اپنے گھروں کو جنت نظیر بنانے کی کوشش کرو اور اگلے جہان میں مَیں تمہیں جنت کی بشارت دیتا ہوں۔

پھر بعض عورتوں کو اپنے گھروں اور سسرال کے حالات کی وجہ سے شکوے پیدا ہوجاتے ہیں۔ بے صبری کا مظاہرہ کررہی ہوتی ہیں اور بعض دفعہ تکلیف بڑھنے کے ساتھ ردِعمل بھی اِس قدر ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بھی شکوے پیدا ہوجاتے ہیں۔تو بجائے شکووں کو بڑھانے کے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتے ہوئے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ٹھیک ہے میرے علم میں بھی ہے بعض دفعہ خاوندوں کی طرف سے اس قدر زیادتیاں ہوجاتی ہیں کہ ناقابلِ برداشت ہوجاتی ہیں۔تو ایسی صورت میں نظام سے، قانون سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔لیکن اکثر دعا، صدقات اور رویّوں میں تبدیلی سے شکوے کی بجائے اُس کی مدد مانگنے کے لئے اُس کی طرف مزید جُھکنا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا:

’’اے عورتوں کے گروہ! صدقہ کیا کرو اور کثرت سے استغفار کیا کرو‘‘۔(صحیح مسلم۔کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بنقص الطاعات۔)

یہ نسخہ بھی آزما کر دیکھیں۔جہاں آپ کی روحانی ترقی ہوگی وہاں بہت سی بلاؤں سے بھی محفوظ رہیں گی۔

پھر جوان لڑکیوں کے حقوق ہیں۔اس میں بچیوں کے رشتوں کے معاملے ہوتے ہیں۔گو ماں باپ اچھا ہی سوچتے ہیں سوائے شاذ کے جو بیٹی کو بوجھ سمجھ کر گلے سے اُتارنا چاہتے ہیں۔بچیوں کو اُن کے رشتوں کے معاملے میں اسلام یہ اجازت دیتا ہے اگر تم پر زبردستی کی جارہی ہے تو تم نظامِ جماعت سے، خلیفۂ وقت سے مدد لے کر ایسے ناپسندیدہ رشتے سے انکار کردو۔لیکن یہ اجازت پھر بھی نہیں ہے کہ اپنے رشتے خود ڈھونڈتی پھرو۔بلکہ رشتوں کی تلاش تمہارے بڑوں کا کام ہے یا نظامِ جماعت کا۔ہاں پسند ناپسند کا تمہیں حق ہے۔جس لڑکے کا رشتہ آیا ہے اس کے حالات اگر جاننا چاہو تو جان سکتی ہو۔سب سے بڑھ کر یہ کہ دُعا کر کے شرح صدر ہونے پر رشتے طے کرنے چاہئیں۔ رشتوں کے بارے میں آزادی کے نام نہاد دعویدار تو یہ آزادی عورت کو آج دے رہے ہیں، اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے عورت کی یہ آزادی قائم کردی۔

جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک مالدار شخص سے کردیا جس کو لڑکی ناپسند کرتی تھی۔وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت لے کر حاضر ہوئی اور کہا کہ یا رسول اللہ! ایک تو مجھے آدمی پسند نہیں۔دوسرے میرے باپ کو دیکھیں کہ مال کی خاطر نکاح کررہا ہے۔میں بالکل پسند نہیں کرتی۔

اب یہ دیکھیں کہ وہاں وہ لڑکی بجائے اس کے کہ شور شرابا کرتی، ادھر اُدھر باتیں کرتی یا گھر سے چلی جاتی وہ سیدھی حضورؐ کے پاس گئی ہے۔پتہ تھا کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں میرے حقوق کی حفاظت ہوگی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تُو آزاد ہے۔ کوئی تجھ پر جبر نہیں ہوسکتا۔جو چاہے کر۔عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اپنے باپ کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتی اس سے بھی میرا تعلق ہے۔مَیں تو اس لئے حاضر ہوئی تھی کہ ہمیشہ کے لئے عورت کا حق قائم کرکے دکھاؤں تاکہ دنیا پر یہ ثابت ہو کہ کوئی باپ اپنی بیٹی کو اُس کی مرضی کے خلاف رخصت نہیں کرسکتا۔صحابیہ کہتی ہیں کہ اب جب آپ نے حق قائم کردیا ہے تو خواہ مجھے تکلیف پہنچے، مَیں باپ کی خاطر اس قربانی کے لئے تیار ہوں۔

(سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب من زوّج ابنتہ وھی کارھة، مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۱۳۶)

دیکھیں اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے عورت میں ایسی آزادی کا احساس پیدا کردیا تھا جو مادر پدر آزاد ہونے والی آزادی نہیں تھی بلکہ اُن کے حقوق کا تحفظ تھا کہ اپنے حقوق اپنی ذات کے لئے نہیں لینا چاہتی ہوں بلکہ معاشرے کے کمزور ترین وجود کے حقوق محفوظ کروانا چاہتی ہوں۔اور اپنی ذات کے متعلق بتا دیا کہ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے کیونکہ مجھے اپنے باپ سے ایک لگاؤ ہے، ایک تعلق ہے، پیار ہے، محبت ہے۔اس کی بات باوجودیکہ میری مرضی نہیں پھر بھی مَیں ردّ نہیں کروں گی اور اس رشتے کو قبول کرتی ہوں۔تو یہ صحابیہ آپ کے لئے ماڈل ہونی چاہئے نہ کہ مغرب کی مصنوعی آزادی کی دعویدار۔اس طرز پر چلنے والی بچیاں اپنے خاندانوں کی عزت قائم کرتی ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ایک مجلس میں مستورات کا ذکر چل پڑا۔کسی نے ایک سربرآوردہ ممبر کا ذکر سنایا کہ اُس کے مزاج میں اول سختی تھی۔عورتوں کو ایسا رکھا کرتے تھے جیسے زندان میں رکھا کرتے ہیں۔ یعنی قید میں رکھا ہوتا ہے۔اور ذرا وہ نیچے اُترتی تو اُن کو مارا کرتے تھے۔لیکن شریعت میں حکم ہے ﴿عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾۔نمازوں میں عورتوں کی اصلاح اور تقویٰ کے لئے دُعا کرنی چاہیے۔قصاب کی طرح برتاؤ نہ کرے کیونکہ جب تک خدا نہ چاہے کچھ نہیں ہوسکتا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ مجھ پر بھی بعض لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ عورتوں کو پھراتے ہیں۔ اصل میں بات یہ ہے کہ میرے گھر میں ایک ایسی بیماری ہے (یعنی حضرت امّ المومنینؓ کو ایسی بیماری ہے) کہ جس کا علاج پھرانا ہے۔سیر کروانا ہے۔ جب اُن کی طبیعت زیادہ پریشان ہوتی ہے تو بدیں خیال کہ گناہ نہ ہو۔کہا کرتا ہوں کہ چلو پھرا لاؤں۔اور بھی عورتیں ہمراہ ہوتی ہیں۔(ملفوظات جلد سوم حاشیہ صفحہ ۱۱۸ جدید ایڈیشن)

پھر بعض مرد بعض دفعہ یہ سمجھتے ہیں کہ کیونکہ اسلام نے ہمیں عورتوں پر بعض لحاظ سے فوقیت دی ہے اس لئے ہمیشہ اس کو جوتی کی نوک پر سمجھیں۔اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’یہ مت سمجھو کہ عورتیں ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو بہت ذلیل اور حقیر چیز قرار دیا جائے۔نہیں نہیں ہمارے ہادی کامل رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ یعنی تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۰۳۔۴۰۴ جدید ایڈیشن)

تو ان باتوں سے واضح ہوگیا کہ عورتوں کا اسلام میں کیا مقام ہے۔

اب مَیں آپ کے سامنے بعض باتیں رکھنا چاہتا ہوں جو اکثر عورتوں میں پائی جاتی ہیں۔کسی میں کم، کسی میں زیادہ۔آزادی کی باتیں تو ہوگئیں لیکن اگر یہ ایک حد سے بڑھ جائیں تو معاشرے پر بھی بُرا اثر ڈالتی ہیں۔یہ ایسی باتیں ہیں جہاں آپ کو اپنی آزادی پر کچھ پابندیاں لگانی پڑیں گی۔ہر احمدی عورت کو ہر وقت یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ ہمیں ان بیماریوں سے جو مَیں ذکر کروں گا، بچنا ہے تاکہ اس حسین معاشرے کو قائم کرنے والی ہوں جس کے قائم کرنے سے اسلام کی خوبیاں دنیا کے سامنے پیش کرنے میں مدد ملے۔بعض ذاتی اور گھریلو قسم کی بُرائیاں ایسی ہیں جو ذاتی ہونے کے ساتھ ساتھ معاشرے پر بھی بُرا اثر ڈالتی ہیں اور جن سے بجائے نیکیوں میں آگے بڑھنے کے برائیوں میں آگے بڑھنے کی دوڑ شروع ہوجاتی ہے۔ مثلاً فخر ومباہات وغیرہ، دکھاوا وغیرہ۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ عورتوں میں چند عیب بہت سخت ہیں اور کثرت سے ہیں۔ایک شیخی کرنا کہ ہم ایسے اور ایسے ہیں پھر یہ کہ قوم پر فخر کرنا کہ فلاں تو کمینی ذات کی عورت ہے یا فلاں ہم سے نیچی ذات کی ہے۔پھر یہ کہ اگر کوئی غریب عورت ان میں بیٹھی ہوئی ہو تو اُس سے نفرت کرتی ہیں اور اس کی

طرف اشارہ کر دیتی ہیں کہ کیسے غلیظ کپڑے پہنے ہیں۔ زیور اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔ تو یہ بُرائی ایسی ہے جو ذاتی بُرائی تو ہے ہی معاشرے میں بھی بُرائی پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے۔ قوم پر فخر ہے کہ ہم سیّد ہیں یا مغل ہیں یا پٹھان ہیں وغیرہ۔ تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ اول تو تین چار پشتوں کے بعد اکثر یہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ اصل ذات کیا ہے۔ سیّد ہے بھی کہ نہیں۔ تو اگر اللہ تعالیٰ تمہاری پردہ پوشی کر رہا ہے اور حالات کی وجہ سے ماحول بدلنے سے لوگوں کو پتہ ہی نہیں کہ اصل میں تم کون ہو تو پردہ رہنے دو۔ بلاوجہ فخر نہ کرو کہ خدا تعالیٰ کو یہ دکھاوے پسند نہیں ہیں۔ ایک غلطی کر کے پھر غلطیوں پر غلطیاں نہ کرتے چلے جاؤ۔

یہاں مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا کہ ایک سیّد صاحب کو یہ ضد تھی کہ بچیوں کا رشتہ اگر کروں گا تو سیّدوں میں کروں گا۔ خیر خدا خدا کر کے ایک رشتہ سیّدوں میں ملا۔ جب بارات آئی تو دُولہا کے باپ کو دیکھ کر دُلہن کے والد صاحب بے ہوش ہو گئے۔ کیونکہ وہ پارٹیشن سے پہلے اُن کے گاؤں کا میراثی تھا جو پاکستان بننے کے بعد سیّد بن گیا تھا۔ تو کسی قسم کی شیخی اور فخر نہیں کرنا چاہئے۔ کوئی پتہ نہیں کون کیا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ سیّد صاحب جن کی بیٹی تھی یہ خود بھی چار پشتوں پہلے سیّد نہ ہوں تو شاید اللہ تعالیٰ نے اُن کا غرور توڑنے کے لئے یہ رشتہ کروایا ہو۔ اس لئے ہر وقت ہر لمحہ استغفار اور خوف کا مقام ہے۔

پھر کپڑوں پر بڑا فخر ہو رہا ہوتا ہے۔ اپنے گزشتہ حالات بھول جاتے ہیں۔ حال یاد رہ جاتا ہے اور مجلسوں میں بیٹھ کر بڑے فخر سے بتایا جاتا ہے کہ دیکھو میں نے یہ جوڑا اتنے میں بنایا۔ پھر شادی بیاہ پر لاکھوں روپے کا ایک ایک جوڑا بنا لیتے ہیں جو ایک یا دو دفعہ پہن کر کسی کام کا نہیں ہوتا۔ اُس کا استعمال ہی نہیں کیا جاتا۔ چلیں آپ نے یہ فضول خرچی تو کر لی اب اس کو اپنے تک رکھیں۔ پھر اپنے جیسی فضول خرچ عورتوں میں بیٹھ کر دوسروں کا ٹھٹھا اُڑایا جاتا ہے کہ اُس نے کس قسم کے سستے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور پھر مالی لحاظ سے بھی اپنے سے کم حیثیت کے رشتہ دار کو بھی نہیں بخشتے۔ تو یہ فخر، یہ شیخی احمدی عورت میں نہیں ہونی چاہئے۔

اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام قرآن کریم کی تعلیم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:
"چوتھی قسم ترک شر کے اخلاق میں سے رفق اور قولِ حسن ہے اور یہ خُلق جس حالتِ طبعی سے پیدا ہوتا ہے اُس کا نام طلاقت یعنی کشادہ روئی ہے۔ بچہ جب تک کلام کرنے پر قادر نہیں ہوتا بجائے رفق اور قولِ حسن کے طلاقت دکھلاتا ہے۔ یہی دلیل اس بات پر ہے کہ رفق کی جڑ جہاں سے یہ شاخ پیدا ہوتی ہے طلاقت ہے۔ طلاقت ایک قوت ہے اور رفق ایک خُلق ہے جو اس قوت کو محل پر استعمال کرنے سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اس میں خدائے تعالیٰ کی تعلیم یہ ہے"۔ اس کا ترجمہ میں پڑھ دیتا ہوں کہ "یعنی لوگوں کو وہ باتیں کہو جو واقعی طور پر نیک ہوں۔ ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے۔ ہو سکتا ہے کہ جن سے ٹھٹھا کیا گیا ہے وہی اچھے ہوں۔ بعض عورتیں بعض عورتوں سے ٹھٹھا نہ کریں۔ ہو سکتا ہے کہ جن سے ٹھٹھا کیا گیا وہی اچھی ہوں۔ اور عیب مت لگاؤ۔ اپنے لوگوں کے بُرے بُرے نام مت رکھو۔ بدگمانی کی باتیں مت کرو اور نہ عیبوں کو کرید کرید کر پوچھو۔ ایک دوسرے کا گلہ مت کرو۔ کسی کی نسبت وہ بہتان یا الزام مت لگاؤ جس کا تمہارے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک عضو سے مواخذہ ہوگا اور کان، آنکھ، دل ہر ایک سے پوچھا جائے گا"۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۳۵۰)

یہ سورۃ بنی اسرائیل کی آیات کا ترجمہ ہے۔

پس یہ بڑے استغفار کا مقام ہے کہ اگر پوچھا جانے لگا تو پتہ نہیں اعمال اس قابل ہیں بھی نہیں کہ بخشش ہو۔ اس لئے ہمیشہ استغفار کرتے رہنا چاہئے۔ اُس کا فضل مانگنا چاہئے۔

پھر عورتوں میں ایک بیماری زیور کی نمائش کی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ زیور عورت کی زینت ہے اور زینت کی خاطر وہ پہنتی ہے اور اس کی اجازت بھی ہے لیکن اس زینت کی نمائش ہر جگہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بھی اس کی حدود متعین کی ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت حذیفہؓ کی ہمشیرہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب کیا اور فرمایا! اے عورتو! تم چاندی کے زیور کیوں نہیں بنواتیں؟ سنو! کوئی بھی ایسی عورت جس نے سونے کے زیور بنائے اور وہ انہیں فخر کی خاطر عورتوں کو یا اجنبی مردوں کو دکھاتی پھرتی ہو تو اس عورت کو اُس کے فعل کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔
(سنن النسائی کتاب الزینۃ من السنن۔ الکراھیۃ للنساء فی اظہار الحلی والذھب)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ اس دوران کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ مُزَینہ قبیلہ کی ایک عورت بڑے ناز و ادا سے زیب و زینت کئے ہوئے مسجد میں داخل ہوئی۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا! اے لوگو! اپنی عورتوں کو زیب و زینت اختیار کرنے اور مسجد میں ناز و ادا سے مٹک مٹک کر چلنے سے منع کرو۔ بنی اسرائیل پر صرف اس وجہ سے لعنت کی گئی کہ ان کی عورتوں نے زیب و زینت اختیار کر کے ناز و نخرے کے ساتھ مسجدوں میں اترا کر آنا شروع کر دیا تھا۔
(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ النساء)

اس حدیث سے یہ پتہ چلا کہ نمائش کی خاطر اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے تمہیں عورتوں میں بھی زیور اس طرح اظہار کے ساتھ دکھانے کی ضرورت نہیں جس سے معاشرے میں فساد پیدا ہو جائے۔ ٹھیک ہے تم نے زیور پہن لیا۔ جب فنکشن ہو رہے ہوں تو عورت کی عورت پر نظر پڑ جاتی ہے۔ اس کے زیور کی، اُس کے کپڑوں کی تعریف بھی کر دیتی ہیں۔ یہاں تک تو ٹھیک ہے۔ لیکن جس نے نیا زیور بنایا ہو وہ دوسری عورتوں کو بُلا بُلا کر دکھائے کہ دیکھو یہ زیور میں نے اتنے میں بنایا ہے تمہیں بھی پسند آیا تم بھی بناؤ، اپنے خاوند سے کہو کہ بنوا کر دے۔ تو بہت سی کمزور طبع عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ایسی عورتوں کی باتوں میں آ جاتی ہیں اور اپنے خاوندوں پر زور دیتی ہیں کہ مجھے بھی بنا کر دو۔ اگر اُن کے خاوند میں اتنی طاقت نہ ہو کہ وہ زیور بنا سکے تو پھر دو ہی صورتیں ہوتی ہیں یا تو گھروں میں فساد پڑ جاتے ہیں، میاں بیوی کے تعلقات خراب ہو جاتے ہیں یا پھر یہ ہوتا ہے کہ خاوند قرض لے کر بیوی کی خواہش کو پورا کرتا ہے۔ لیکن پھر ان قرضوں کی وجہ سے اعصاب زدہ ہو جاتا ہے کیونکہ آج کل کے اس دور میں جب ہر جگہ مہنگائی کا دور ہے ہر قسم کی خواہش پوری کرنا ہر خاوند کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ تو نمود و نمائش کرنے والیوں کو بھی خوفِ خدا کرنا چاہئے۔ لوگوں کے گھر نہ اُجاڑیں اور کم طاقت والی عورتیں بھی صرف دنیاداری کی خاطر اپنے گھروں کو جہنم نہ بنائیں۔

پھر اس حدیث میں آگے یہ فرمایا کہ مسجد تو عبادت کی جگہ ہے۔ یہاں ایسی عورتوں کو نہیں آنا چاہئے جن کا مقصد صرف نمود و نمائش ہو۔ مسجد ہے، کوئی فیشن ہال نہیں ہے۔ یہاں عبادت کی غرض سے جاتے ہیں۔ اس لئے یہاں جب آؤ تو خالصتاً اللہ کی خاطر اُس کی عبادت کرنے کی خاطر یا اُس کا دین سیکھنے کی خاطر آؤ۔ یہی رویہ، یہی طریق جماعتی فنکشن میں، اجلاسوں میں اجتماعوں وغیرہ پر بھی ہونا چاہئے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا جماعت پر احسان ہے کہ بہت سی عورتیں ایسی ہیں جو الحمدللہ جذبہ ایمانی سے سرشار ہیں اور قربانی کی ایسی اعلیٰ مثالیں قائم کرتی ہیں کہ جن کی نظیر نہیں ملتی اور اپنے زیور اُتار اُتار کر جماعت کے لئے پیش کرتی ہیں۔ مختلف چندوں میں تحریکوں میں دیتی ہیں۔ لیکن وہ جو نمود و نمائش کی طرف چل پڑی ہیں، دنیاداری میں پڑ گئی ہیں وہ خود اپنے آپ کو دیکھیں اور اپنا محاسبہ کریں۔ پھر یہ ہے کہ بعض عورتوں کو دوسروں کی ٹوہ میں رہنے کی عادت ہوتی ہے۔ باتیں سُننے کے لئے تجسس ہوتا ہے۔ اس کوشش میں لگی رہتی ہیں کہ کسی طرح کوئی بات پتہ لگ جائے۔ لیکن پوری طرح اس بات کا علم تو نہیں پاسکتیں۔ نتیجۃً یہ ہوتا ہے کہ بدظنی پیدا ہوتی ہے۔ پھر ایک نیا فساد شروع ہو جاتا ہے۔ پھر اس بدظنی کے نتیجے میں بُغض، کینے، حسد شروع ہو جاتے ہیں۔ پھر اپنے دلوں سے نکل کر اپنے گھر والوں کے دلوں میں یہ حسد اور کینے چلے جاتے ہیں۔ پھر ماحول پر اثر انداز ہو رہے ہوتے ہیں۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا نہ ختم ہونے والا ایک فساد شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے حدیث میں آیا ہے کہ بدظنی سے بچو۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظن سے بچو کیونکہ ظن سب سے جھوٹی بات ہے۔ اور تجسس نہ کرو اور کسی بات کی ٹوہ میں نہ لگے رہو اور دنیا طلبی میں نہ پڑو اور تم حسد نہ کرو اور تم بُغض نہ رکھو اور باہمی اختلاف میں مبتلا نہ ہو جاؤ اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔
(مسلم۔ باب تحریم الظن، بخاری کتاب الادب)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ اس سلسلہ میں عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:
"غیبت کرنے والے کی نسبت قرآن کریم میں ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے"۔
فرمایا کہ: "عورتوں میں یہ بیماری بہت ہے۔ آدھی رات تک بیٹھی غیبت کرتی ہیں اور پھر صبح اُٹھ کر وہی کام شروع کر دیتی ہیں۔ لیکن اس سے بچنا چاہئے۔ عورتوں کی خاص سورۃ قرآنِ شریف میں ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے بہشت میں دیکھا کہ فقیر زیادہ تھے اور دوزخ میں دیکھا کہ عورتیں بہت تھیں"۔
(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۹۔ جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ احمدی عورت کو اس سے محفوظ رکھے۔

ایک اور اہم بات جس کی اس زمانے میں خاص طور پر بہت ضرورت ہے، وہ پردہ ہے۔ اور یہ پردہ عورتوں کے لئے بھی ضروری ہے اور مردوں کے لئے بھی۔ اس لئے غضِّ بصر کا حکم ہے۔ غضِّ بصر ہے کیا؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
"خدا کی کتاب میں پردہ سے یہ مُراد نہیں کہ فقط عورتوں کو قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے۔ یہ اُن نادانوں کا خیال ہے جن کو اسلامی طریقوں کی خبر نہیں۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ عورت مرد دونوں کو آزاد نظراندازی اور اپنی زینتوں کے دکھانے سے روکا جائے کیونکہ اس میں دونوں مرد اور عورت کی بھلائی ہے۔ بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ خوابیدہ نگاہ سے غیر محل پر نظر ڈالنے سے اپنے تئیں بچا لینا اور دوسری جائز النظر چیزوں کو دیکھنا اس طریق کو عربی میں غضِّ بصر کہتے ہیں"، یعنی نیم آنکھ سے دیکھنا۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۴)

پھر حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
"یہ زمانہ ایک ایسا زمانہ ہے اگر کسی زمانے میں پردے کی رسم نہ ہوتی تو اس زمانے میں رسم ضرور ہونی چاہئے"۔ فرمایا کہ اگر کسی زمانے میں پردے کی ضرورت نہ بھی ہوتی تو اس زمانے میں ضرور ہونی چاہئے۔ "کیونکہ یہ کل جگ ہے"۔ یعنی آخری زمانہ ہے۔ "اور زمین پر بدی اور فسق و فجور اور شراب خوری کا زور ہے اور دلوں میں دہریہ پن کے خیالات پھیل رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے احکام کی عظمت دلوں سے اُٹھ گئی ہے۔ زبانوں پر سب کچھ ہے اور لیکچر بھی منطق اور فلسفہ سے بھرے ہوئے ہیں مگر دل روحانیت سے خالی ہیں۔ ایسے وقت میں کب مناسب ہے کہ اپنی غریب بکریوں کو بھیڑیوں کے بنوں میں چھوڑ دیا جائے"۔

یہاں عورت کو بکریوں سے اور بھیڑیے کو گندہ معاشرے سے تشبیہ دی ہے۔ دیکھ لیں اب ہم حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی زندگی کے زمانے سے مزید سو سال آگے چلے گئے ہیں تو اب اس کی کس قدر ضرورت ہے۔ نہ مغرب محفوظ ہے اور نہ مشرق محفوظ ہے۔ ذرا گھر سے باہر نکل کر دیکھیں تو جو کچھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے آپ کو نظر آ جائے گا۔ پھر بے احتیاطی کیسی ہے۔ لاپرواہی کیسی ہے۔ سوچیں غور کریں اور اپنے آپ کو سنبھالیں۔ لیکن بعض مرد زیادہ سخت ہو جاتے ہیں ان کو بھی یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ قید کرنا مقصد نہیں ہے، پردہ کرانا مقصد ہے۔

اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:
"قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غضِّ بصر کریں۔ جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے ہی نہیں تو محفوظ رہیں گے۔ یہ نہیں کہ انجیل کی طرح یہ حکم دے دیتا کہ شہوت کی نظر سے نہ دیکھ۔ افسوس کی بات ہے کہ انجیل کے مصنف کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ شہوت کی نظر کیا ہے۔ نظر ہی تو ایک ایسی چیز ہے جو شہوت انگیز خیالات کو پیدا کرتی ہے۔ اس تعلیم کا جو نتیجہ ہوا ہے وہ ان لوگوں سے مخفی نہیں ہے جو اخبارات

پڑھتے ہیں۔ اُن کو معلوم ہوگا کہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے کیسے شرمناک نظارے بیان کئے جاتے ہیں۔

اسلامی پردہ سے یہ ہرگز مُراد نہیں ہے کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جاوے۔ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں۔ وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدنی امور کے لئے پڑے ان کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے۔ وہ بیشک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے۔ مساوات کے لئے عورتوں کے نیکی کرنے میں کوئی تفریق نہیں رکھی گئی ہے اور نہ اُن کو منع کیا گیا ہے کہ وہ نیکی میں مشابہت نہ کریں۔ اسلام نے یہ کب بتایا ہے کہ زنجیر ڈال کر رکھو۔ اسلام شہوات کی بِنا کو کاٹتا ہے۔ یورپ کو دیکھو کیا ہو رہا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ کتوں اور کتیوں کی طرح زنا ہوتا ہے اور شراب کی اس قدر کثرت ہے کہ تین میل تک شراب کی دکانیں چلی گئی ہیں۔ یہ کس تعلیم کا نتیجہ ہے؟ کیا پردہ داری یا پردہ دری کا۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۹۷۔۲۹۸)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام، حضرت امّ المومنین کو کس حد تک پردہ کرواتے تھے یا کیا طریق تھا۔ اس بارہ میں روایت ہے کہ:

"حضرت ام المومنین کی طبیعت کسی قدر ناساز رہا کرتی تھی۔ آپ نے ڈاکٹر صاحب سے مشورہ فرمایا کہ اگر وہ ذرا باغ میں چلی جایا کریں تو کچھ حرج تو نہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اس پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

"دراصل مَیں تو اس لحاظ سے کہ معصیت نہ ہو کبھی کبھی گھر کے آدمیوں کو اس لحاظ سے کہ شرعاً جائز ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں رعایت پردہ کے ساتھ باغ میں لے جایا کرتا تھا اور میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتا۔ حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ بہار کی ہوا کھاؤ۔ گھر کی چار دیواری کے اندر ہر وقت بند رہنے سے بعض اوقات کئی قسم کے امراض حملہ کرتے ہیں۔ علاوہ اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کو لے جایا کرتے تھے۔ جنگوں میں حضرت عائشہ ساتھ ہوتی تھیں۔ پردہ کے متعلق بڑی افراط تفریط ہوئی ہے۔ یورپ والوں نے تفریط کی ہے اور اب ان کی تقلید سے بعض نیچری بھی اسی طرح چاہتے ہیں۔ حالانکہ اس بے پردگی نے یورپ میں فسق و فجور کا دریا بہادیا ہے۔ اور اس کے بالمقابل بعض مسلمان افراط کرتے ہیں کہ کبھی عورت گھر سے باہر نکلتی ہی نہیں حالانکہ ریل پر سفر کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ غرض ہم دونوں قسم کے لوگوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں جو افراط اور تفریط کررہے ہیں"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۵۷۔۵۵۸)

پس خلاصۃً بعض اہم امور مَیں نے بیان کردئے اور وقت کی رعایت کے ساتھ اتنا ہی بیان ہوسکتا تھا۔ بہت سی باتیں میں نے چھوڑ بھی دی ہیں یا مختصراً بیان کی ہیں۔ ان سے آپ کو بخوبی اندازہ ہوگیا ہوگا کہ اسلام جو پابندیاں عورتوں پر لگاتا ہے یا بعض احکام کا پابند کرتا ہے وہ ایک تو آپ کی عزت، احترام اور تکریم پیدا کرنا چاہتا ہے۔ دوسرے معاشرہ کو پاک اور جنت نظیر بنانا چاہتا ہے۔ فسادوں کو مٹانا چاہتا ہے۔ آپ جائزہ لے لیں جہاں بھی مردوں اور عورتوں کی، چاہے وہ عزیز رشتہ دار ہی ہوں، بے حیا مجالس ہیں وہاں سوائے فساد کے اور کچھ نہیں۔ اور اگر مغرب اس کو عورت کی آزادی کے سلب کرنے کا نام دیتا ہے تو دیتا رہے۔ آپ یک زبان ہوکر کہیں کہ اگر یہ بے حیائی ہی تمہاری آزادی ہے تو اس آزادی پر ہزار لعنت ہے۔ ہم تو صالحات میں سے ہیں اور صالحات ہی رہنا چاہتی ہیں۔ تم نے بھی اگر اپنی عزتوں کی حفاظت کرنی ہے، اپنا احترام معاشرے میں قائم کرنا ہے تو آؤ اور اس حسین تعلیم کو اپناؤ۔ خدا کرے کہ یہ نام نہاد آزادی کی چکاچوند چاہے وہ مغرب میں ہو یا مشرق میں کبھی آپ کو متأثر کرنے والی نہ ہو اور جماعت میں صالحات اور عابدات پیدا ہوتی چلی جائیں۔ اے اللہ تو ہمیشہ ہماری مددفرما۔ آمین ☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سیدنا بلالؓ فنڈ

14/مارچ 1986ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے شہداء احمدیت کے خاندانوں کی کفالت کے لئے ایک فنڈ کا اعلان فرمایا اور اس سے اگلے روز اس کو باقاعدہ "سیدنا بلال فنڈ" کا نام عطا فرمایا۔ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ نے فرمایا: "میں جماعت کو یہ بھی تسلّی دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں کوئی بھی خدا کی راہ میں مارا جانے والا ہرگز یہ وہم لے کر یہاں سے رخصت نہیں ہوتا کہ میرے بیوی بچوں کا کیا بنے گا۔ جماعت احمدیہ میں ایسے لوگوں کے بچے یتیم نہیں ہوا کرتے۔ یہ ایک زندہ جماعت ہے اور یہ ناممکن ہے کہ جماعت اپنے قربانی کرنے والوں کے اہل و عیال کو اور ان کے حقوق کو بھول جائے۔ ایسی جماعتوں کی زندگی کی ضمانت اس بات میں ہے کہ ان کے قربانی کرنے والوں کو اپنے پسماندگان کے متعلق کوئی فکر نہ رہے"۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا: "یہ ہرگز صدقہ کی تحریک نہیں بلکہ جو شخص اس میں حصہ لے گا وہ اسے اعزاز سمجھے گا اور خیال کرے گا کہ مجھے جتنی خدمت کرنی چاہئے تھی اتنی نہیں کی بلکہ بہت ہی معمولی خدمت کی توفیق پائی ہے...... یہ ایک خاص نوعیت کی تحریک ہے جس میں بشاشت طبع ہی ضروری نہیں بلکہ طبعیت کا دباؤ ضروری ہے۔ دل سے بے قرار تمنّا اٹھ رہی ہو، یہ خواہش پیدا ہو رہی ہو کہ میں اس میں شامل ہوں۔"

جو مخلصین جماعت اس فنڈ میں حصہ لینے کی سعادت پانا چاہتے ہوں وہ "سیّدنا بلالؓ فنڈ" کے نام سے مقامی جماعت میں ادائیگی کرسکتے ہیں اور اگر مرکز میں رقوم بھجوانا چاہیں تو **AMJ** کے نام بذریعہ چیک بھی بھیج سکتے ہیں۔

جو مخلصین مقامی جماعت میں ادائیگی کریں اس کی اطلاع ایڈیشنل وکالت مال لندن کو بھی دے دیا کریں تا کہ ان کے نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض دعا پیش ہوسکیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء ——— **(ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)**

بقیہ: درس القرآن از صفحہ نمبر 2

اسی طرح امن عالم کے لئے دعا کی تحریک کی اور فرمایا کہ عالم اسلام ہی نہیں پوری دنیا تباہی کی طرف جارہی ہے۔ اسی طرح آپ نے شہدائے احمدیت کے پسماندگان کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔ اس رمضان میں بھی کچھ شہید ہوئے ہیں اس سے پہلے بھی لمبی فہرست ہے۔ اللہ سب کی اولادوں کو اپنی حفاظت میں اپنی پناہ میں رکھے اور خود ان کا کفیل ہو۔

اسی طرح اسیران راہ مولیٰ کے لئے بھی دعا کی تحریک فرمائی کہ اللہ جلد ان کی رہائی کے سامان فرمائے۔ گجرات کے اسیران پر قتل کے مقدمے ہیں۔ اللہ فیصلہ کرنے والوں کو انصاف و عقل سے فیصلے کرنے کی توفیق دے ان کے اہل وعیال کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صبر سے یہ وقت کاٹنے کی توفیق دے۔ اسی طرح انفرادی طور پر لوگ مختلف مصیبتوں میں مبتلا ہیں۔ اللہ بیماروں کو شفا دے۔ ان کے لئے بھی دعا کریں جو اپنی بیوقوفی کی وجہ سے یا نااہلی کی وجہ سے بعض کاروبار میں پڑ کر قرضوں کے بوجھ تلے اور مشکل میں گرفتار ہیں۔ پھر بعض لوگ سیاسی و مذہبی دشمنی کا نشانہ بن رہے ہیں۔ اللہ ان سب کو محفوظ رکھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مردوں اور عورتوں کے ازدواجی وعائلی جھگڑے بہت زیادہ ہونے لگ گئے ہیں۔ اللہ ہر ایک کو محفوظ رکھے اور ہر گھر میں خوشی کے سامان فرمائے۔ اسی طرح بیوگان و یتامیٰ کے لئے، بچیوں کے رشتوں کے لئے، بے اولاد لوگوں کے لئے، طلباء کے لئے، بیروزگاروں کے لئے، تاجروں کے لئے، آجروں کے لئے، اجیروں کے لئے، زمینداروں کے لئے، مقدمات میں پھنسے ہوئے لوگوں کے لئے، درویشان قادیان و ربوہ کے لئے بھی دعا کی تحریک کی۔ حضور انور نے فرمایا کہ پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا اور سری لنکا میں جماعت کی مساجد پر حملے کرنے کے دشمن کے ارادے ہیں ان کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے بھی دعا کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ عالم اسلام کے مسائل بھی بڑے الجھ رہے ہیں۔ اللہ ہی ہے جو انہیں نور بخشے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے ان کے لئے بھی دعا کریں۔ دکھوں سے چور انسانیت کے لئے، جماعت کے ابتلاء کے دور ختم ہونے کے لئے، وقف جدید و تحریک جدید کے مجاہدین کے لئے کہ اللہ ان کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ کئی دعائیں پڑھیں۔ یہ بہت ہی دلگداز، ایمان افروز مجلس تھی۔ حضور انور دعائیں پڑھتے جاتے تھے اور ساتھ ساتھ ضروری تشریح بھی فرماتے جاتے تھے اور دنیا بھر کے احمدی اپنے پیارے امام کی اقتداء میں ان دعاؤں پر آمین کہتے جارہے تھے۔

اس کے بعد آخر پر حضور انور نے ہاتھ اٹھا کر خاموش اجتماعی دعا بھی کروائی جس میں دنیا بھر میں پھیلے ہوئے لاکھوں احمدی ایم ٹی اے کے رابطہ سے شامل ہوئے اور یوں درس القرآن کی یہ عالمی مجلس اور عالمی دعا کی تقریب بخیر وعافیت اختتام پذیر ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام دعاؤں کو اپنے فضل سے شرف قبولیت بخشے۔ **(رپورٹ: ابولبیب)**

آپ کے ملک میں ایسے ہونہار احمدی طلباء وطالبات یا ایسے احمدی مرد وخواتین جو علم کے میدان میں، کھیل کے میدان میں یا خدمت انسانیت کے مختلف میدانوں میں ملکی یا بین الاقوامی سطح پر نمایاں کامیابی حاصل کرکے شہرت پا چکے ہیں ان کے تعارف اور انٹرویوز پر مشتمل مضامین ہمیں بھجوائیں۔ (ادارہ)

ضروری گزارش

ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتر اوّل تحریک جدید کے بند کھاتے جاری کروانے کی تحریک فرمائی ہوئی ہے۔ اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے مخلصین جماعت اپنے بزرگ مرحومین کی طرف سے اپنی جماعتوں میں تحریک جدید کا چندہ ادا کررہے ہیں۔ لیکن مرکز میں اس کی اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے متعلقہ کھاتوں میں اندراج نہ ہونے کے باعث یہ کھاتے بند متصور ہورہے ہیں۔ اس لئے گزارش ہے کہ جو بھی مخلصین اپنے بزرگوں کی طرف سے ادائیگیاں کررہے ہیں یا کرچکے ہیں اس کی اطلاع ضروری تفصیلات کے ساتھ وکالت مال لندن میں بھجوادیں تا کہ ربوہ کے ریکارڈ میں ادائیگیوں کا اندراج کروایا جاسکے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ (ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

ضرورت اکاؤنٹنٹ

AMJ کو اپنے آفس کے لئے ایک جزوقتی (Part time) اکاؤنٹنٹ کی ضرورت ہے۔ ایسے احمدی دوست جو SAGE Accounting Packag کا تجربہ رکھتے ہوں اور AMJ میں کام کرنے کے خواہشمند ہوں وہ اپنی درخواست مع ضروری کوائف حسب ذیل پتہ پر ارسال کریں۔

Secretary A MJ

22 Deer Park Road- London SW19 3TL

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

قرآن مجید کی ایک جغرافیائی صداقت کا خارق عادت ظہور

ہمارے نبی اور نبیوں کے سرتاج محمد مصطفی ﷺ ایسے زمانے میں مبعوث ہوئے جب روما کی عیسائی سلطنت دنیا کی ایرانی حکومت کے متوازی مغرب کی سب سے بڑی طاقت تسلیم کی جاتی تھی جس کا سرکاری عقیدہ حیات مسیح تھا اور اس دور میں ہر طرف طوفان کی طرح مسلط ہو چکا تھا۔ اس ماحول میں قرآن مجید نے انکشاف کیا کہ ﴿وَاٰوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ﴾ (مومنون : ۵۱) یعنی حادثہ صلیب کے بعد ہم نے مسیح اور اس کی ماں کو ایسے ملک میں پہنچا دیا جس کی زمین بہت اونچی تھی پانی صاف تھا اور بڑے آرام کی جگہ تھی۔ قرآن نے یہ بھی بتایا کہ آنحضرت ﷺ کی زبان عرش کے خدا کی زبان ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم پر وحی کی گئی کہ اس جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاؤ تا کہیں تمہاری شناخت نہ ہو جائے ورنہ تکلیف پاؤ گے۔ چنانچہ آپ زمین کی سیاحت پر نکل کھڑے ہوئے۔ اس دوران میں جنگل کی سبزیاں استعمال کرتے اور چشموں کا پانی پیا کرتے تھے اور ایک سو بیس سال میں وفات پائی۔

(خلاصہ احادیث مندرج کنز العمال)

قرآن مجید نے حضرت مسیح کے دار الہجرت کی جغرافیائی علامات یہ بتلائیں کہ سمندر سے اس کی سطح بہت اونچی ہے (رَبْوَۃ) اس کے نظارے نہایت درجہ پُرکشش ہیں، سردی اس میں بلا کی پڑتی ہے۔ پرسکون اور مستحکم جگہ اور محفوظ مقام ہے۔ یہ سب معانی مشہور اور مستند عربی لغت ''معجم اعظمی'' میں بیان ہوئے ہیں جو عالم ازہر اور معتمد جماعت الاخوۃ الاسلامیہ مصر جناب محمد حسن الاعظمی کی فاضلانہ تالیف ہے۔ اور اس میں کسے کلام ہے کہ یہ تمام قدرتی اوصاف کشمیر کے دار السلطنت سری نگر میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ جس کی تصدیق کشمیر کی قدیم تاریخ ملّا نادری اور بارھویں صدی ہجری کے کشمیری بزرگ حضرت محمد اعظم شاہ کی تاریخ کشمیر اعظمی سے بھی ہوتی ہے۔ اور جدید تحقیقات نے حقائق سے ایسا پردہ اٹھا دیا ہے اور خدا کے ارادہ سے ایسے اسباب پیدا ہو گئے ہیں جن سے سرینگر کے محلّہ خان یار میں واقع قبر مسیح چار دانگ عالم میں شہرت پا چکی ہے۔

کشمیر کے ماہر آثار قدیمہ اور ریسرچ سکالر جناب محمد یٰسین صاحب نے اس موضوع پر مسٹریز آف کشمیر (MYSTERIES OF KASHMIR) لکھی ہے اسی طرح ہسپانوی مورّخ انڈریاس فالبر قیصر کے قلم سے تاریخی اور جدید اکتشافات کی بناء پر ایک معرکہ آراء کتاب '' JESUS DIED IN KASHMIR '' کے نام سے منصّہ شہود پر آ چکی ہے۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا عربی لغت کے مطابق حضرت مسیح کے جائے پناہ کو ''ذَاتِ قَرَار'' سے موسوم کیا گیا ہے جس کے ایک معنی محفوظ مقام کے ہیں۔ اور یہ خارق عادت بات ہے کہ جہاں ۸/ اکتوبر ۲۰۰۵ء کے حالیہ قیامت خیز زلزلہ سے مظفر آباد کھنڈرات میں بدل گیا ہے وہاں سرینگر میں جھٹکے ضرور آئے مگر نہ صرف یہ کہ اس کے ''مَعِیْن'' یعنی اس کے چشمے پوری شان سے جاری رہے بلکہ ''ذَاتِ قَرَار'' ہونے کے باعث کوئی قابل ذکر عمارتی نقصان نہیں ہوا جس نے قرآن مجید کی اس جغرافیائی صداقت پر اعجازی رنگ سے مہر تصدیق ثبت کر دی۔ یہی نہیں زمانہ تاریخ سے ۲۰۰۵ء تک کی جدید تحقیق کے مطابق سرینگر میں زلزلوں سے عمارتوں کی بربادیا چشموں کے خشک ہونے کا کوئی ایک واقعہ نہیں ملتا۔ قرین قیاس یہی ہے کہ خدائے قادر و توانا نے اپنی کسی خاص مصلحت کے لئے مزار مسیحؑ کے قَرَار یعنی حفاظت کا ازل سے خود ہی سامان رکھا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

❁❁❁❁❁❁

سری نگر کے شریف النفس مسلمان

اخبار ''جنگ'' ۱۳/ اگست ۱۹۹۳ء کے 'جمعہ میگزین' کے صفحہ ۷ پر پاکستان کے ایک انشاء پرداز اور فاضل کے قلم سے یہ رپورٹ شائع ہوئی۔

''۲۳ مئی (۱۹۴۴) سرینگر... ہر مسلمان بلاتمیز عقیدہ و فرقہ مسلم لیگ کا ممبر بن سکتا ہے کشمیر پریس میں قائداعظم کا بیان...

''مجھ سے ایک پریشان کن سوال پوچھا گیا کہ مسلمانوں میں مسلم کانفرنس کا ممبر کون ہو سکتا ہے؟ یہ سوال خاص طور پر قادیانیوں کے سلسلے میں پوچھا گیا۔ میرا یہ کہنا ہے کہ جہاں تک آل انڈیا مسلم لیگ کے آئین کا تعلق ہے تو اس میں درج ہے کہ ہر مسلمان بلاتمیز و عقیدہ و فرقہ مسلم لیگ کا ممبر بن سکتا ہے بشرطیکہ وہ مسلم لیگ کے عقیدہ پالیسی اور پروگرام کو تسلیم کرے۔ رکنیت کے فارم پر دستخط کرے اور دو آنے چندہ ادا کرے۔ مَیں جموں و کشمیر کے مسلمانوں سے اپیل کروں گا کہ وہ فرقہ وارانہ سوالات نہ اٹھائیں بلکہ ایک ہی پلیٹ فارم پر ایک ہی جھنڈے تلے جمع ہو جائیں اسی میں مسلمانوں کی بھلائی ہے۔ اس سے نہ صرف مسلمان موثر طریقے سے سیاسی، سماجی، تعلیمی اور معاشرتی ترقی کر سکتے ہیں بلکہ دیگر اقوام بھی''۔

(کالم ۱،۲)

❁❁❁❁❁❁

جموں کے نام نہاد لیڈروں کا رخِ کردار

یہ حقیقت ہے کہ کشمیر خصوصاً سرینگر کے پاک نفس اور روشن خیال مسلمانوں نے ۱۹۴۴ء سے اب تک قائداعظم کی اس نصیحت کو اپنے دل میں جگہ دی ہے اور احمدیوں کے خلاف کوئی فرقہ وارانہ مسئلہ کھڑا نہیں کیا لیکن افسوس صد افسوس جموں کے نام نہاد مسلمان لیڈروں نے اس کی دھجیاں بکھیرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ اور جیسا کہ سردار گل احمد خاں صاحب کوثر سابق چیف پبلسٹی آفیسر آزاد کشمیر حکومت اور مورّخ کشمیر جناب پریم ناتھ بزاز نے تاریخ جدو جہد حریت کشمیر (HISTORY OF THE STRUGGLE FOR FREEDOM IN KASHMIR) میں لکھا ہے آزاد کشمیر حکومت کا قیام ۳/ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو عمل میں آیا اور اس کے پہلے صدر کشمیر کے ایک معروف احمدی اور حریت کشمیر کے نامور لیڈر جناب خواجہ غلام نبی گلکار مقرر کئے گئے مغربی تاریخ دان لارڈ برڈوڈ نے اپنی کتاب '' دو قومیں اور کشمیر''، میں بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ علاوہ ازیں ۱۹۳۱ء کی تحریک آزادی کشمیر میں جماعت احمدیہ نے جو سنہری خدمات انجام دیں وہ ہمیشہ سنہری حروف میں لکھی جائیں گے۔ استعماری طاقتوں کی مخالفت کے باوجود فرزند احمدیت حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی اہل کشمیر کی سلامتی کونسل میں فقید المثال ترجمانی اور کونسل کی استصواب سے متعلق قرارداد کی منظوری کا کارنامہ قیامت تک چاند ستاروں کی طرح چمکتا رہے گا۔ سردار محمد ابراہیم خاں سابق صدر آزاد کشمیر کا چشمدید بیان ہے: ''چونکہ سر ظفر اللہ خاں نے فلسطین کے مسلمانوں کی حمایت کی تھی اس لئے نیویارک کا یہودی پریس پاکستان کو اور جناب حمید نظامی کی روایت کے مطابق چوہدری صاحب کو اپنا بدترین دشمن سمجھتا تھا''۔ (ملاحظہ ہو کتاب متاع زندگی از سردار ابراہیم۔ نشان منزل صفحہ ۱۶۲۔ خطوط حمید نظامی)

ظلم و ستم کی حد یہ ہے کہ جموںی اور جنونی قیادت نے اپنے محسن عظیم کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے یہودیوں سے بڑھ کر اس یگانہ روزگار شخصیت کی توہین و تضحیک کی حتیٰ کہ اسے بھی کافر تک قرار دے دیا۔

مستقبل کا مورّخ یقیناً یہ معلوم کر کے ورطہ حیرت میں ڈوب جائے گا کہ آزاد کشمیر حکومت کی فرقہ پرست جموںی قیادت پورے جوش جنوں کے ساتھ ریاست کے وفادار اور مخلص احمدیوں پر ۱۹۵۰ء سے اکتوبر ۲۰۰۵ء تک ظلم و ستم کا پہاڑ توڑتی رہی۔ اسی قیادت نے اپریل ۱۹۷۳ء میں میجر محمد ایوب کی قرارداد کے ذریعہ مظفر آبادی اسمبلی نے احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ بعد ازاں ۱۹۷۴ء میں مسیح محمدی کے غلاموں کے لئے آزاد کشمیر کی سرزمین کربلا بنا دی گئی۔ اس خونچکاں پُرفتن اور پُرآشوب سال جن احمدی جماعتوں پر حشر بپا کیا گیا ان میں سے بعض شہروں کے نام یہ ہیں:۔ مظفر آباد، باغ، تراڑکھل، کوٹلی، بھمبر، دولیاں جٹاں، بھابڑہ، گوئی، چکار، خلیل آباد، میرا بھڑکا، درّہ شیر خاں۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو روزنامچہ ۱۹۷۴ء ناشر جناب افضال ربانی۔ یاسر منصور احمد صاحب معرفت ہفت روزہ لاہور عقب ہائی کورٹ لاہور، اشاعت جون ۲۰۰۱ء)

۱۹۷۴ء کے بعد فتنہ بظاہر دب گیا مگر اندر ہی اندر سلگتا رہا۔ اسی ماحول میں ۱۳ اگست ۱۹۷۹ء کو کوٹلی کے ایک خاموش طبع فرشتہ سیرت اور نافع الناس بزرگ علم الدین صاحب دن دھاڑے خنجر سے شہید کر دئے گئے۔ ریاستی احمدیوں نے صبر و تحمل کی ایک نئی تاریخ رقم کی۔

❁❁❁❁❁❁

آیت قرآنی میں ایک سربستہ راز

اسیروں کے رستگار اور کشمیر کمیٹی کے صدر حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۲۲/ جنوری ۱۹۳۲ء کے خطبہ میں احمدیوں کو تحریک خاص فرمائی کہ مسلمانان کشمیر کی مال اور دعاؤں سے مدد کریں''۔ اس خطبہ میں حضور نے آزادیٔ کشمیر کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا:۔

''کشمیر کے مسلمان یقیناً غلام ہیں اور ان کی حالت دیکھنے کے بعد بھی جو یہ کہتا ہے کہ ان کو کسی قسم کے انسانی حقوق حاصل ہیں وہ یا تو پاگل ہے اور یا اوّل درجہ کا جھوٹا اور مکار۔ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ نے بہترین دماغ دئے ہیں اور اُن کے ملک کو دنیا کی جنت بنایا ہے مگر ظالموں نے بہترین دماغ ﷺ کو جانوروں سے بدتر اور انسانی ہاتھوں نے اس بہشت کو دوزخ بنا دیا ہے اس لئے وہ اب چاہتا ہے کہ جسے اس نے پھول بنایا ہے وہ پھول ہی رہے اور کوئی ریاست اور حکومت اسے کانٹا نہیں بنا سکتی۔ روپیہ، چالاکی، مخفی تدبیریں اور پروپیگنڈا کسی ذریعہ سے بھی اسے کانٹا نہیں بنایا جا سکتا۔ چونکہ خدا تعالیٰ کا منشا یہ ہے اس لئے کشمیر ضرور آزاد ہوگا اور اس کے رہنے والوں کو ضرور ترقی کا موقع دیا جائیگا''۔ (الفضل ۳۱ جنوری ۱۹۳۲ء صفحہ ۷)

خدا کے خلیفہ موعود کی اس عظیم الشان پیشگوئی کی روشنی میں آیت ''ذات قرار و معین'' میں یہ راز پوشیدہ معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ امن عالم کے قیام میں سرینگر ایک اہم رول ادا کرنے کی توفیق پائے گا اور علوم و فنون کا سرچشمہ ثابت ہوگا۔ خدا کرے یہ روحانی و علمی انقلاب ہم اپنی آنکھوں سے بہت جلد مشاہدہ کر سکیں۔

❁❁❁❁❁❁

ہفت روزہ **الفضل انٹرنیشنل کا**

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ:دورہ حضور انور از صفحہ نمبر 16

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہنے اور اپنے ساتھ لیجانے کے لئے ھالینڈ، جرمنی کا بارڈر کراس کر کے اس جگہ آئے ہوئے تھے۔ISSEL BURG کا یہ شہر جرمنی اور ھالینڈ کے بارڈر کے قریب واقع ہے۔

امیر صاحب جرمنی نے یہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ اب یہاں سے ہالینڈ کے وفد کے ساتھ آگے روانگی ہوئی ۔قریباً ایک گھنٹہ کے سفر کے بعد سوا سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''بیت النور''نن سپیٹ (ہالینڈ) پہنچے ۔جہاں مقامی جماعت کے احباب نے حضور انور کا استقبال کیا۔حضور انور نے سب کو السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہا اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

سات بجکر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور ایک بلاک میں نئے تعمیر ہونے والے سات رہائشی فلیٹس کا معائنہ فرمایا ۔اور پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

اسی طرح بلڈنگ کے بعض دوسرے حصوں کا بھی معائنہ فرمایا اور ہدایات سے نوازا۔اس معائنہ کے بعد آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت النور نن سپیٹ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

27/ستمبر 2005ء بروز منگل:

صبح ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ''بیت النور''نن سپیٹ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔

نماز فجر کے بعد حضور انور پیدل سیر کے لئے تشریف لے گئے ۔بیت النور کے ساتھ ہی ایک طرف جنگل کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے جس میں ایک خوبصورت جھیل بھی ہے اور سیر کے لئے مختلف راستے بنے ہوئے ہیں ۔قریباً ایک گھنٹہ کی پیدل سیر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس تشریف لائے۔

صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے ۔دو بجے حضور انور نے بیت النور (نن سپیٹ) میں تشریف لا کر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے ۔بعد از سہ پہر حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

ایک زرعی فارم کا وزٹ

سوا چھ بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور نن سپیٹ (NunSpeet) کے قریب ہی ایک فارم دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے اور وہاں کام کرنے والے فارم کے مالک سے مختلف امور کے تعلق میں گفتگو فرمائی اور فارم کے مختلف حصوں کا وزٹ کیا ۔یہاں مشینوں کے ذریعہ گائیوں سے دودھ حاصل کیا جا رہا تھا ۔جوان کے تھنوں سے نکل کر مختلف پائپوں کے ذریعہ ایک بڑے ٹینک میں چلا جاتا ہے ۔یہاں گائیوں کو عام چارہ تو کھلا ملتا ہے لیکن ایک خاص غذا کمپیوٹر سسٹم کے ذریعہ ملتی ہے ۔اس کا طریق یہ ہے کہ اس غذا کے مہیّا کرنے کے لئے ایک جگہ بنائی گئی ہے۔ گائیاں از خود باری باری اپنی غذا کے حصول کے لئے وہاں جاتی ہیں ۔ہر گائے کہ گلے میں ایک پٹہ ڈالا ہوا ہے جس پر کمپیوٹر سسٹم کے تحت نمبرز وغیرہ درج ہیں جب گائے اپنی خاص خوراک کے لئے اس مخصوص جگہ پہنچتی ہے تو کمپیوٹر اس کا نمبر پڑھ کر اتنی ہی خوراک گراتا ہے جو مقدار اس کے لئے رکھی گئی ہے ۔وزن اور ضرورت کے اعتبار سے ہر گائے کی خوراک کی مقدار مختلف ہے اس کے مطابق ہی اس کو کمپیوٹرائزڈ سسٹم کے تحت مہیّا ہوتی ہے۔

اس فارم میں مخصوص تعمیر شدہ حصہ کے علاوہ (جہاں گائیاں چارہ وغیرہ کھاتی ہیں اور دودھ نکلنے کا پراسز ہوتا ہے) اردگرد وسیع وعریض کھیت ہیں جہاں دن کو انہیں کھلا رکھا جاتا ہے ۔ان کے پانی پینے کا طریق بھی ایک سسٹم کے مطابق ہے ۔پانی پینے کے لئے ایک مخصوص جگہ بنائی گئی ہے جہاں یہ حسب ضرورت باری باری آتی ہیں اور حوض میں پانی کے حصول کے لئے ایک لوہے کا ہینڈل لگا ہوا ہے جس کو اپنے منہ کے ساتھ پیچھے دھکیلتی ہے تو پانی نکل آتا ہے ۔اس طرح بار بار دھکیل کر اپنی ضرورت کے مطابق پانی پیتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فارم کے یہ مختلف پراسس دیکھنے کے بعد اس سرسبز علاقہ میں پیدل سیر بھی فرمائی ۔ساڑھے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

ساڑھے آٹھ بجے حضور نے بیت النور نن سپیٹ میں تشریف لا کر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں ۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

28/ستمبر 2005ء بروز بدھ:

صبح ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت النور نن سپیٹ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی ۔نماز فجر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پیدل سیر کے لئے تشریف لے گئے ۔قریباً ایک گھنٹہ کی سیر کے بعد واپس تشریف لائے۔

ہیگ میں ورود مسعود

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈاک ملاحظہ فرمائی ۔پروگرام کے مطابق گیارہ بجے نن سپیٹ (Nunspeet) سے ہیگ (DENHAAG) کے لئے روانگی ہوئی ۔نن سپیٹ سے ہیگ کا فاصلہ 130 کلو میٹر ہے۔

بارہ بجکر ۲۵ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد مبارک ہیگ پہنچے ۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد اور نئے تعمیر ہونے والے مختلف حصوں اور مشن ہاؤس، دفاتر، لجنہ ہال اور گیسٹ ہاؤس کا معائنہ فرمایا ۔مسجد کے ساتھ ایک علیحدہ مینار زیر تعمیر ہے ۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نقشہ ملاحظہ فرمایا اور منتظمین کو ہدایت دی کہ اب اس کی تعمیر جلد مکمل کریں ۔اور ترجیحی بنیادوں پر اس کو مکمل کریں۔

معائنہ کے بعد حضور انور مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے ۔ایک بجکر پچاس منٹ پر حضور انور نے مسجد مبارک ہیگ میں تشریف لا کر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو شرف مصافحہ بخشا۔

عالمی عدالت انصاف کا وزٹ

یہاں سے پروگرام کے مطابق دو بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عالمی عدالت انصاف ہیگ (International Court of Justice) کے وزٹ کے لئے روانہ ہوئے ۔عالمی عدالت کی عمارت مسجد مبارک ہیگ کے قریب ہی واقع ہے ۔قریباً پانچ منٹ کے سفر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عالمی عدالت پہنچے۔

عالمی عدالت کی انتظامیہ کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خاص اعزاز دیا گیا ۔حضور انور کی آمد پر عدالت کا مین گیٹ کھول دیا گیا اور حضور انور کی گاڑی کو عدالت کے سامنے تک جانے دیا گیا ۔قافلہ کی دیگر گاڑیوں کو بھی ساتھ اندر تک جانے کی اجازت دی گئی جبکہ عام طور پر اندر جانے کی اجازت نہیں دی جاتی ۔لوگ اپنی گاڑیاں باہر پارک کر کے پیدل اندر جاتے ہیں۔

جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عدالت کی عمارت کے اندر داخل ہوئے تو ایک گائیڈ نے حضور انور کو عدالت کے مختلف حصوں اور کمروں کا تعارف کروایا ۔اور تفصیل کے ساتھ ہر چیز کے بارہ میں بتایا ۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ساتھ ساتھ بعض امور کے بارہ میں دریافت فرماتے رہے۔

عالمی عدالت انصاف کا قیام اس طرح عمل میں آیا کہ 1899ء میں پہلی مرتبہ Den Haag میں Peace Conference کا انعقاد ہوا ۔اس کانفرنس کا انعقاد رشیا (Russia) کے بادشاہ Nicholas II کی تحریک پر ہوا ۔چنانچہ اس وقت سے ھالینڈ کا شہر Den Haag عالمی عدالت انصاف کی ترویج اور ترقی کے لئے سنٹر بنا ہوا ہے۔

عالمی عدالت انصاف کی یہ موجودہ عمارت 1907ء اور 1913ء کے درمیانی عرصہ میں تعمیر ہوئی ۔یہ دنیا کی واحد ایسی عمارت ہے جس کی تعمیر میں تمام ممالک نے حصہ لیا ہے ۔کسی نے بلڈنگ مٹیریل، ساز وسامان مہیّا کیا تو کسی نے فرنیچر دیا، کسی ملک نے Paintings دیں، کسی نے قالین دیئے ،تو کسی نے دوسری کوئی چیز ،غرض اس عدالت کی عمارت میں ہر ملک کا حصہ ہے ۔اس لحاظ سے اس عمارت کی حیثیت ایک International Building کی بھی ہے۔

اس عمارت میں یو این او کے بعض دفاتر بھی ہیں ۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو مختلف ایسے کمروں میں لیجایا گیا جہاں عالمی عدالت انصاف کے صدر، چیف جسٹس اور دوسرے ساتھی ججز بیٹھ کر مشورہ کرتے ہیں اور اپنے فیصلوں کو فائنل کرتے ہیں ۔جب کہ عام وزیٹر کو یہاں جانے کی اجازت نہیں ہوتی ۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اس عدالت کا وزٹ ایک معزز مہمان کے طور پر کروایا گیا اور فری وزٹ کروایا گیا ۔ٹکٹ وغیرہ کی کوئی فیس نہیں لی گئی۔

گائیڈ نے وہ کمرہ بھی دکھایا جہاں اس عدالت کے صدر اور چیف جسٹس حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کی بڑی تصویر لگی ہوئی ہے ۔یہ تصویر کمرے کی دیوار کے درمیان میں ہے جبکہ اس کے دائیں بائیں ان صدران اور ججز کی تصاویر لگی ہوئی ہیں جو مختلف ادوار میں اس عالمی عدالت کے صدور رہ چکے ہیں ۔باقی سب تصاویر ہاتھ سے بنی ہوئی ہیں یا عدالت کے بعض دوسرے حصوں میں پتھر کے مجسموں کی شکل میں رکھی ہوئی ہیں ۔حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے عدالت کی انتظامیہ کو ہدایت دی تھی کہ آپ کی تصویر نہ ہاتھ سے بنائی جائے گی اور نہ پتھر کے مجسمہ کی صورت میں ۔صرف کیمرہ سے بنی ہوئی تصویر لگائی جائے گی ۔چنانچہ باقی تصاویر میں یہ واحد تصویر ہے جو باقاعدہ کیمرہ سے بنائی گئی ہے ۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے اس کمرہ میں کھڑے رہے ۔گائیڈ نے حضرت چوہدری صاحب کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور انور کو بتایا کہ یہ آپ کی کمیونٹی کے ممبر رہے ہیں ۔گائیڈ نے پوچھا کیا یہ Active ممبر تھے ۔حضور انور نے فرمایا یہ Active ممبر تھے بلکہ بہت زیادہ Active ممبر تھے ۔آپ نے بہت سی کتب تصنیف کیں ۔حضور انور نے گائیڈ سے دریافت فرمایا کہ اگر آپ کو یہ کتب مہیّا کی جائیں تو کیا آپ اپنی عدالت کی لائبریری میں یہ کتب رکھیں گے ۔گائیڈ کی طرف سے مثبت جواب ملنے پر حضور انور نے امیر صاحب ہالینڈ کو ہدایت دی کہ ان کو کتب کے دو سیٹ مہیّا کر دیئے جائیں ۔ایک عدالت کی لائبریری کے لئے اور دوسرا سیٹ اس گائیڈ کے لئے ۔اس پر اس گائیڈ نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔

عدالت کے اس وزٹ کے آخر پر وہ ہال دکھایا گیا جہاں عالمی عدالت کا چیف جسٹس اپنے ساتھی ججز کے ساتھ بیٹھتا ہے اور بین الاقوامی مقدمات کی پیروی ہوتی ہے ۔پریس کے لئے علیحدہ گیلری ہے اور دیگر زبانوں میں ٹرانسلیشن کے لئے علیحدہ کمرے ہیں۔

پینوراما کا وزٹ

عالمی عدالت انصاف کا یہ وزٹ سوا تین بجے تک جاری رہا ۔اس وزٹ کے بعد جماعت نے پینوراما (Panorama) دیکھنے کا پروگرام بنایا تھا ۔یہ عجائبات دنیا میں سے ایک عجوبہ ہے ۔تین بجکر پچیس منٹ پر Panorama پہنچے۔

یہ ہالینڈ کی سب سے بڑی Painting ہے ۔اس Painting کی لمبائی 120 میٹر جبکہ اونچائی 14 میٹر ہے ۔ اور یہ Paintings گولائی میں ہے اور 360 ڈگری پر بنائی گئی ہے ۔اس Panorama میں ہالینڈ کی 1881ء کی زندگی، رہن سہن اور سمندری لڑائیاں وغیرہ دکھائی گئی ہیں۔

جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز Panorama پہنچے تو گائیڈ پہلے سے ہی حضور انور کی منتظر تھی جو Panorama کا تعارف کرواتے ہوئے Panorama کے اندر لے گئی ۔اندر جاتے ہی یوں لگتا ہے جیسے انسان کسی نئی دنیا میں پہنچ گیا ہے ۔ایک طرف میل ہا میل سمندر نظر آتا ہے ۔ اس میں بحری جہاز، کشتیاں نظر آتی ہیں ۔فوجی لشکر نظر آتے ہیں کہیں لڑائی ہو رہی ہے ۔کہیں زخمی پڑے ہوئے ہیں ۔بحری جہاز یوں لگتا ہے کہ میلوں دور سے آ رہا ہے ۔ایک طرف آبادی ہے پورا شہر آباد ہے اور شہر بھی میل ہا میل تک آباد نظر آتا ہے ۔ گویا چاروں طرف میل ہا میل دور تک کھلے آسمان تلے یہ سب مناظر نظر آتے ہیں ۔آسمان پر کبھی دھوپ آ جاتی ہے اور کبھی چھاؤں آ جاتی ہے ۔کبھی دن کا گمان ہوتا ہے اور کبھی رات کا۔ یہ Panorama انیسویں صدی کا دنیا میں سب سے پہلا اور پرانا Panorama ہے۔

اس Panorama کے وزٹ میں بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو معزز مہمان کے طور پر پورا اعزاز دیا گیا ۔اور اس Painting کا اصل راز کہ یہ کس طرح باوجود قریب ہوتے ہوئے میلوں دور نظر آتی ہے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو تفصیل کے ساتھ بتایا گیا ۔پھر ایک خاص دروازہ کھول کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو یہ ساری Painting دکھائی گئی جبکہ کسی وزیٹر کی اس جگہ تک رسائی نہیں ہوتی اور ہر آنے والے کے لئے یہ بھید بھید ہی رہتا ہے۔ جبکہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو یہ سب کچھ دکھایا گیا ۔ یہ بات ہر دیکھنے والے کیلئے حیرانی کا موجب ہے کہ جس جگہ کھڑے ہو کر اس Painting کو دیکھا جاتا ہے اور یہ میلوں دور نظر آتی ہے جبکہ عملاً یہ Painting اس دیکھنے والی جگہ سے 10 یا 12 میٹر سے زیادہ دور نہیں۔

یہ ساری Paintins ہیگ سکول کے ایک مشہور پینٹرز

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

(Painters Hendrik Willem Mesdag) نے اپنی بیوی کے ساتھ مل کر یہ Painting تیار کی تھی اور عجوبہ ایجاد کیا تھا۔

چار بجے یہاں سے آگے روانگی ہوئی۔ جماعت ہالینڈ نے دوپہر کے کھانے کا انتظام سمندر کے کنارے ایک ریسٹورانٹ میں کیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت بیگم صاحب مدّ ظلّہا نے کچھ دیر کے لئے ساحل سمندر پر چہل قدمی فرمائی۔ ساڑھے پانچ بجے یہاں سے نن سپیٹ کے لئے روانگی ہوئی اور سات بجکر بیس منٹ پر نن سپیٹ (Nunspeet) پہنچے۔

آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت النور نن سپیٹ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

29 ستمبر 2005ء بروز جمعرات:

صبح ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''بیت النور'' نن سپیٹ تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔

فروٹ فارم کا وزٹ

صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ پروگرام کے مطابق 10 بجے صبح ایک فروٹ فارم Verekeren دیکھنے کے لئے روانگی ہوئی۔ نن سپیٹ سے یہ فارم 30 کلومیٹر کے فاصلہ پر Dromten شہر کے پاس واقع ہے۔ اس کا کل رقبہ 44 ہیکٹر (۱۰۰ ایکڑ) ہے۔ اس میں سیب اور ناشپاتی کی مختلف اقسام کے ایک لاکھ کے قریب درخت ہیں اور ہر درخت کی جڑ میں پانی کی پائپ لگی ہوئی ہے جس کے ذریعہ ہر درخت کو اس کی ضرورت کے مطابق پانی مہیّا کیا جاتا ہے اور پانی کے ذریعہ خوراک پہنچائی جاتی ہے اور درخت کو کیڑوں وغیرہ سے بچانے کے لئے دوائی بھی پانی کے ذریعہ جڑ میں پہنچائی جاتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس فروٹ فارم کے مختلف حصے دیکھے۔ فروٹ فارم کے ایک نگران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو مختلف اقسام کے پھلوں اور ان کی پیداوار کے پراسس کے بارہ میں بتایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ساتھ ساتھ مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرماتے رہے۔

اس فروٹ فارم کے ساتھ ہی مختلف مشینوں کے پراسس کے ذریعہ ان پھلوں کی صفائی، پانی سے دھلائی او مختلف سائز کے مطابق ان کی پیکنگ کا انتظام ہے۔ یہ سارا کام مشینوں کے ذریعہ ہوتا ہے۔ کولڈ سٹوریج کا بھی انتظام ہے جہاں سیب کو ایک سال تک کے لئے محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔

اس کے علاوہ سیب کو چھیلنے اور آگے اس کے بڑے سائز کے اور چھوٹے سائز کے ٹکڑے بنانے کے لئے بھی مختلف مشینیں لگائی گئی ہیں۔ ایک طرف سیب کا ڈھیر مشین میں ڈالتے ہیں تو یہ مختلف پراسس سے گزرتا ہوا آخر پر چھوٹے یا بڑے ٹکڑوں کی صورت میں معین وزن کے مطابق لفافوں میں پیک ہو رہا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں جوس بھی تیار کیا جاتا ہے۔

Seed فیکٹری کا وزٹ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ سارے پراسز مشاہدہ فرمائے اس کے بعد یہاں سے آگے سیڈ فیکٹری (Enza Zaden) کے وزٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ یہ فیکٹری نن سپیٹ سے ۷۵ کلو میٹر کے فاصلہ پر Einkhuizen شہر میں واقع ہے۔

یہ فیکٹری 1938ء میں Jacob Mazereeuw نے قائم کی۔ آغاز میں اس فیکٹری کا نام De-Enkhulzen Zaadhanded تھا۔ اب یہ Enza Zaden کے نام سے معروف ہے۔ اس میں مختلف سبزیوں کے بیج تیار کئے جاتے ہیں اور پھر ان بیجوں پر تجربات کئے جاتے ہیں۔ ان بیجوں کی خصوصیت یہ ہے کہ ان پر بیماری کا حملہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح ان بیجوں سے آگے اُگنے والے پودوں پر بھی بیماری کا حملہ نہیں ہوتا۔ اس فیکٹری کی لیبارٹری میں مختلف کیڑوں اور پتوں پر ریسرچ کرتے ہیں اور مختلف تجربات کے بعد ایسے بیج تیار کرتے ہیں جن کے پتوں کو کیڑے نہیں کھاتے۔

یہ بیج فیکٹری دنیا کی بڑی سبزیوں کی کاشت کرنے والی فیکٹری میں سے ایک ہے۔ اس کی شاخیں دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ خودمختار بیجوں کی ایک کمپنی ہے جس میں چار صد سے زائد آدمی کام کرتے ہیں۔

یہاں تین قسم کی بڑی سبزیاں پیدا کی جاتی ہیں۔ جن کے بیج تیار کر کے دنیا کے مختلف ممالک میں سپلائی کئے جاتے ہیں۔

پہلی قسم میں مختلف اقسام اور سائز کے ٹماٹر، مختلف اقسام اور سائز کی مرچیں اور بینگن وغیرہ۔

دوسری قسم میں کھیرا، خربوزہ، Squash وغیرہ۔

تیسری قسم میں پتوں والی سبزیاں ہیں مختلف قسم کے سلاد، پالک وغیرہ۔ اس کے علاوہ بعض فصلیں جن میں Kohlrabi، گوبھی، کولی فلاور، Leek، Fennelraradish، توری، مولی اور پیاز وغیرہ شامل ہیں۔

ان سب سبزیوں کے پودے لاکھوں کی تعداد میں ہیں صرف ٹماٹر ہی لے لیں تو ہزاروں من ہوں گے لیکن یہاں سے کوئی سبزی فروخت نہیں کی جاتی بلکہ صرف ان کو چیر پھاڑ کر بیج حاصل کئے جاتے ہیں۔

اس بیج فیکٹری کے ایک سینئر ممبر نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اس فیکٹری کا جس کو فارم بھی کہا جاسکتا ہے مکمل وزٹ کروایا اور آغاز سے لے کر بیج فائنل صورت میں تیار ہونے تک تمام معلومات فراہم کیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ساتھ ساتھ مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرماتے رہے۔

اس بیج فیکٹری فارم میں پنیری اگانے کے لئے ایک خاص قسم کی مٹی استعمال کرتے ہیں۔ اس مٹی میں بیج بو کر ایک خاص حرارت والی جگہ رکھتے ہیں۔ پھر جب پنیری تیار ہو جاتی ہے تو ہر پودے کو ایک چھوٹے سے گملا نما بکس میں تبدیل کرتے ہیں۔ لیکن اس گملے میں مٹی وغیرہ نہیں ہوتی بلکہ ایک خاص قسم کا نرم فوم جو لکڑی کے بورے کی طرح ہوتا ہے استعمال کرتے ہیں جس میں اس پودے کی جڑیں آسانی سے پھیل سکتی ہیں۔

پھر پانی دینے کے لئے ہر بکس میں علیحدہ علیحدہ پائپ لگی ہے۔ لاکھوں پودے ہیں لیکن ہر ایک کو پانی پہنچانے کے لئے علیحدہ علیحدہ پائپ ہے۔ جس کی وساطت سے کمپیوٹر سسٹم کے ذریعہ ہر پودے کو بڑے کنٹرول کے ساتھ اس کے سائز، حجم اور ضرورت کے مطابق کم یا زیادہ پانی دیا جاتا ہے۔

اسی طرح پودوں کو مختلف کھادیں مہیّا کرنے کیلئے بھی کمپیوٹرائزڈ سسٹم ہے جو ضرورت کے مطابق مہیّا کی جاتی ہے۔ پیداوار میں اضافہ کے لئے لمبے تجربات کے بعد اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ ایسے بیج تیار ہوں جن کو کوئی بیماری نہ لگے اور پھر اس بیج سے آگے اُگنے والے پودوں کو بھی کوئی بیماری نہ لگے اور پودا صحت مند ہو اور پیداوار زیادہ ہو۔

اس فیکٹری کا وزٹ کروانے والے شخص نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ٹماٹر کے پودوں سے ایسی ٹہنیاں توڑ کر دکھائیں جو ٹماٹروں سے بھری ہوئی تھیں۔ عام حالات میں ایسی ٹہنی پر چار پانچ ٹماٹر لگتے ہیں لیکن یہاں ایک ٹہنی پر پچیس تیس سے کم نہیں تھے۔ اس طرح انہوں نے ہر سبزی کے ایسے بیج تیار کئے ہیں جن سے کئی گنا زیادہ پیداوار حاصل ہوتی ہے۔

ایک وسیع احاطہ پر پھیلا ہوا یہ سارا فارم اور بیج فیکٹری کسی کھلی جگہ پر نہیں ہے بلکہ شیشے سے بنے ہوئے بڑے بڑے وسیع وعریض ہالز کے اندر ہے۔ مختلف ہالوں میں مختلف نوعیت کے پودے لگائے جاتے ہیں۔

پھر بیج کو اس کی آخری شکل میں تیار کرنے کے لئے بھی ایک لیبارٹری ہے جس میں مشینوں کے ذریعہ سے پراسس کے بعد بیج تیار ہوتا ہے۔ مختلف بیجوں کے حساب سے مشینیں بھی مختلف ہیں۔ جو بیج کو چھلکوں اور خول سے علیحدہ کرتی ہیں۔ پھر آخر پر ایک مشین کے ذریعہ ان بیج کو لفافوں میں پیک کیا جاتا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تفصیل کے ساتھ یہ سارا پراسز بھی دیکھا۔

Volendam کا وزٹ

یہاں سے فارغ ہو کر ہالینڈ کے ایک شہر Volendam کے لئے روانگی ہوئی۔ یہ شہر ایک دوسرے جزیرہ میں سمندر کے کنارے پر واقع ہے اور اس تک پہنچنے کے لئے سمندر کے درمیان ۳۵،۳۰ کلومیٹر تک سڑک تعمیر کی گئی ہے۔ یہ بھی عجائبات دنیا میں سے ایک عجوبہ ہے۔ گہرے سمندر کی زمینی سطح سے پتھر بھر کر اور پانی اوپر تک لا کر سمندر کو دو حصوں میں پھاڑتے ہوئے درمیان میں یہ پختہ سڑک تعمیر کی گئی ہے اور یہ سڑک کافی چوڑی ہے۔ جانے اور آنے کے علیحدہ علحدہ راستے ہیں جس سے اس سڑک کی چوڑائی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ سڑک کے دونوں طرف سمندر کا بڑا خوبصورت نظارہ ہے۔ یہاں دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد پانچ بجے کے قریب واپس نن سپیٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ راستہ میں پونے چھ بجے کے قریب ایمسٹرڈم سے ملحقہ جماعت Amselveen کے نماز سنٹر میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد آگے روانگی ہوئی اور ساڑھے سات بجے کے قریب نن سپیٹ (Nunspeet) پہنچے۔

آٹھ بجے حضور انور نے بیت النور نن سپیٹ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

جماعت ہالینڈ نے رات کے کھانے کے لئے Barbe-Que کا انتظام کیا ہوا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اُس جگہ تشریف لے گئے جہاں کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر حضور انور نے دعا کروائی اور اس کے بعد اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

30 ستمبر 2005ء بروز جمعۃ المبارک:

صبح ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت النور نن سپیٹ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ ایک بجکر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بے بیت النور نن سپیٹ (Nunspeet) میں تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا متن حسب دستور علیحدہ شائع ہو رہا ہے۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ کے ساتھ عصر کی نماز جمع کر کے پڑھائی۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے ہالینڈ کی جماعت کے علاوہ بیلجئم اور یوکے سے بھی بعض احباب نن سپیٹ پہنچے۔

لندن کے لئے روانگی

آج پروگرام کے مطابق نماز جمعہ کے بعد لندن کیلئے روانگی تھی۔ اڑھائی بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور اس موقع پر موجود تمام احباب کو اپنا ہاتھ بلند کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا اور براستہ بیلجئم، فرانس، لندن کے لئے روانگی ہوئی۔

ساڑھے چار بجے کے قریب بلجیم کا بارڈر کراس کر کے بلجیم کی حدود میں داخل ہوئے۔ سوا پانچ بجے کے قریب ایک شہر GENT سے ۱۰ کلو میٹر پہلے مین ہائی وے پر ایک ریسٹورنٹ میں کچھ دیر کے لئے رکے پھر یہاں سے آگے روانگی ہوئی۔ سوا چھ بجے کے قریب فرانس کا بارڈر کراس کر کے فرانس کی حدود میں داخل ہوئے اور سات بجے فرانس کی پورٹ Calais پہنچے۔ نن سپیٹ ہالینڈ سے فرانس کی پورٹ Calais تک کا مجموعی فاصلہ 370 کلومیٹر ہے۔

ہالینڈ سے نائب امیر، مبلغ انچارج، صدر خدام الاحمدیہ اور خدام کی ایک ٹیم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو Calais پورٹ تک چھوڑنے ساتھ آئی تھی۔ ان سبھی احباب کو حضور انور نے شرف مصافحہ بخشا۔

اس کے بعد امیگریشن کی کارروائی مکمل ہوئی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پورٹ کے اندر VIP لاؤنج میں تشریف لے گئے۔ پونے آٹھ بجے حضور انور SeaCat فیری (بحری جہاز) میں سوار ہوئے۔ فرانس کے مقامی وقت کے مطابق آٹھ بجکر بیس منٹ پر یہ فیری Calais سے برطانیہ کی بندرگاہ Dover کے لئے روانہ ہوئی۔ پچاس منٹ کے سفر کے بعد برطانیہ کے وقت کے مطابق آٹھ بجکر دس منٹ پر Dover پہنچی۔ (برطانیہ اور فرانس کے وقت میں ایک گھنٹہ کا فرق ہے)

پورٹ پر مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے، منصور احمد شاہ صاحب نائب امیر یوکے اور عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج یوکے نے دیگر جماعتی عہدیداروں کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا اور قافلہ Dover پورٹ سے لندن کے لئے روانہ ہوا۔

Dover پورٹ سے لندن کا فاصلہ 109 میل ہے۔

قریباً پونے دو گھنٹہ کے سفر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز رات دس بجے کے قریب مسجد فضل لندن پہنچے۔

جہاں بڑی تعداد میں احباب جماعت مرد و زن بوڑھے بچے اپنے پیارے آقا کی آمد کے منتظر تھے۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گاڑی مسجد فضل لندن کے بیرونی گیٹ سے احاطہ کے اندر داخل ہوئی احباب جماعت نے ہاتھ ہلا کر حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ بچیوں نے استقبالیہ نظم پیش کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

سوا دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الفضل لندن میں تشریف لا کر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔

اور اس طرح جرمنی، ڈنمارک، سویڈن، ناروے اور ہالینڈ کے ممالک کے دورہ پر مشتمل یہ چالیس دن کا سفر اپنے انتہائی مبارک اور کامیاب اختتام کو پہنچا۔

❀❀❀❀❀❀❀

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-
http://www.alislam.org/alfazal/d/

رسول کریم ﷺ کا عشق قرآن

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 5 نومبر 2004ء میں شامل اشاعت مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کے ایک مضمون میں آنحضور ﷺ کا قرآن کریم سے عشق مختلف پہلوؤں سے بیان کیا گیا ہے۔

قرآن اللہ تعالیٰ کا وہ پاک کلام ہے جسے مشہور قادرالکلام عرب شاعر لبید نے سنا تو اس کی عظمت کے آگے شعر کہنے چھوڑ دیئے۔ حضرت عمرؓ کا قبول اسلام بھی قرآنی تائید کا اعجاز تھا۔ ایک وقت تھا جب وہ رسول اللہؐ کو قتل کرنے کا پختہ ارادہ کرکے گھر سے نکلے تھے۔ مگر راستہ میں اپنی بہن کے ہاں سورۃ طٰہٰ کی ابتدائی آیات پڑھتے ہی بے اختیار کہہ اُٹھے: یہ کتنا خوبصورت عزت والا کلام ہے اور بالآخر اسلام قبول کرلیا۔

سردار قریش عتبہ قریش کا نمائندہ بن کر رسول کریمؐ کو سمجھانے کی غرض سے آیا تو آپؐ نے اسے سورۃ حٰم فُصِّلَتْ کی ابتدائی آیات سنائیں۔ اس پر وہ بے اختیار کہہ اُٹھا کہ خدا کی قسم! یہ نہ تو شعر ہے نہ کسی کاہن کا کلام ہے اور نہ جادو ہے۔ مَیں نے محمدؐ سے ایسا کلام سنا ہے کہ آج تک کبھی ایسا کلام نہیں سنا۔

اس پاک کلام کی اصل شان اس وقت ظاہر ہوتی تھی جب خود خدا کا رسول اس کی تلاوت کرکے سناتا تھا جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کا رسول مطہر صحیفے پڑھتا تھا۔ اُن میں قائم رہنے والی اور قائم رکھنے والی تعلیمات تھیں (البینۃ:3)۔ نیز فرمایا کہ (اے رسول) تو کبھی کسی خاص کیفیت میں نہیں ہوتا اور اس کیفیت میں قرآن کی تلاوت نہیں کرتا۔ اسی طرح (اے مومنو!) تم کوئی (اچھا) عمل نہیں کرتے مگر ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں جب تم اس کام میں مصروف ہوتے ہو۔ (یونس:62)

اللہ تعالیٰ کو محمد ﷺ کی تلاوت قرآن پر اس لئے بھی پیار آتا تھا کہ وہ ایک عجب جذب، سوز وگداز اور عشق ومحبت کے ساتھ اس پاک کلام کی تلاوت کرتے تھے۔ آپؐ کی تلاوت کی عظمت اور شان قرآن میں یوں بیان ہوئی ہے کہ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی اس طرح تلاوت کرتے ہیں جیسے تلاوت کا حق ہے۔ یہی لوگ ہیں جو اس کتاب پر سچا ایمان رکھتے ہیں۔

حضرت انسؓ نے پوچھنے پر بتایا کہ رسول کریمؐ لمبی تلاوت کرتے تھے۔ پھر انہوں نے بسم اللہ پڑھ کر سنائی۔ اسے لمبا کیا پھر الرحمان کو لمبا کرکے پڑھا پھر الرحیم کو۔ حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی چیز کو کان لگا کر توجہ سے نہیں سنتا جتنا نبی کریمؐ کی تلاوت قرآن کو سنتا ہے۔ جب وہ خوبصورت لحن اور غنا کے ساتھ باآواز بلند اس کی تلاوت کرتے ہیں۔ حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریمؐ تلاوت کرتے ہوئے آیت پر وقف کرتے تھے۔ فاتحہ میں ہر آیت پر رکتے تھے۔

رسول کریمؐ تلاوت کرتے ہوئے ایک ایک لفظ واضح اور جدا کرکے پڑھتے۔ سوز وگداز میں ڈوبی ہوئی یہ آواز کبھی بلند ہوجاتی اور کبھی دھیمی۔ کسی نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ بہترین تلاوت کونسی ہے؟ فرمایا: جس کو سن کر احساس ہو کہ یہ شخص اللہ سے ڈرتا ہے یعنی خشیت الٰہی سے لبریز تلاوت اور یہ تلاوت آپؐ کی ہی ہوتی تھی۔ آپؐ کا تو اوڑھنا بچھونا ہی قرآن تھا۔ عموماً رات کو بھی زبان پر قرآن ہی ہوتا۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ کبھی رات کو اچانک آنکھ کھل جاتی تو زبان پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کی آیات جاری ہوتیں۔

آپؐ رات کو تیسرے پہر تہجد کے لئے بیدار ہوتے تو اٹھتے ہی سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت فرماتے جن کا مضمون خالق کائنات کی تخلیق ارض وسماء اور اس میں موجود نشانات پر غور وفکر سے تعلق رکھتا ہے۔ جس کے بعد انسان کے دل میں بے اختیار اللہ تعالیٰ کی عبادت کا شوق اور ولولہ بیدار ہوتا ہے۔

اسی طرح رات کو بستر پر جاتے ہوئے بھی حضرت عائشہؓ کی روایت کے مطابق نبی کریمؐ آخری تین سورتوں کی تلاوت کرکے ہاتھوں میں پھونکتے اور ہاتھ اپنے جسم پر پھیر کر سو جاتے۔ آپؓ کی ایک دوسری روایت یہ ہے کہ سونے سے قبل رسول اللہؐ سورۃ الزمر اور بنی اسرائیل کی بھی تلاوت کرتے تھے۔ حضرت جابرؓ کے مطابق سونے سے قبل آنحضرت ﷺ سورہ الٓمٓ السجدہ اور سورۃ ملک کی تلاوت کرتے تھے۔

حضرت عرباضؓ بن ساریہ کی روایت کے مطابق رسول کریمؐ بستر پر جاتے ہوئے وہ سورتیں جو اللہ کی تسبیح کے ذکر سے شروع ہوتی ہیں۔ (یعنی الحدید الحشر، الصّف، الجمعہ، التغابن اور الاعلیٰ) پڑھتے تھے اور فرماتے تھے ان میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔ حضرت خبابؓ کا بیان ہے کہ رسول کریمؐ بستر پر جانے سے قبل سورۃ کافرون سے لے کر آخر تک تمام سورتیں (اللھب، النصر، الاخلاص، الفلق، الناس) پڑھ کر سوتے تھے۔

حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ کہتے ہیں کہ ایک رات مجھے نبی کریم ﷺ کے ساتھ رات کو عبادت کرنے کی توفیق ملی۔ آپؐ نے پہلے سورہ البقرہ پڑھی۔ آپؐ کسی رحمت کی آیت سے نہیں گزرتے تھے مگر وہاں رُک کر دعا کرتے اور کسی عذاب کی آیت سے نہیں گزرے مگر رُک کر پناہ مانگی۔ پھر نماز میں قیام کے برابر آپؐ نے رکوع فرمایا۔ جس میں تسبیح وتحمید کرتے رہے۔ پھر اسی قیام کے برابر سجدہ کیا۔ سجدہ میں بھی یہی تسبیح اور دعا پڑھتے رہے۔ پھر کھڑے ہوکر آل عمران کی تلاوت کی۔ پھر اس کے بعد ہر رکعت میں ایک سورۃ پڑھتے رہے۔

رمضان المبارک نزول قرآن کا مہینہ ہے۔ اس میں قرآن شریف کی تلاوت کا شغف اپنے عروج پر ہوتا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نیکیوں میں سب لوگوں سے سبقت لے جانے والے تھے اور سب سے زیادہ آپ کی یہ شان رمضان میں دیکھی جاتی ہے۔ جب جبریلؑ آپؐ سے ملاقات کرتے تھے اور یہ ملاقات رمضان کی ہر رات کو ہوتی تھی۔ جس میں رسول کریمؐ سے قرآن کریم کا دور کرتے تھے یعنی آپؐ سے قرآن سنتے بھی تھے اور آپؐ کو سناتے بھی تھے۔ اس زمانے میں رسول اللہؐ کی نیکیوں کا عجب عالم ہوتا تھا۔ آپؐ تیز آندھی سے بھی بڑھ کر سخاوت فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے۔ جب ان پر رحمان خدا کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ روتے ہوئے خدا کے حضور ٹھوڑیوں کے بل سجدہ ریز ہوجاتے ہیں اور اللہ خشوع میں انہیں اور بڑھا دیتا ہے۔ (بنی اسرائیل:110)۔ دوسری جگہ فرمایا کہ قرآن کا کلام سن کر ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جو اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں۔

نبی کریمؐ قرآن شریف کے مضامین میں ڈوب کر تلاوت کرتے تھے اور اس کے گہرے اثرات آپؐ کی طبیعت پر ہوتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یارسول اللہؐ! آپؐ کے بالوں میں سفیدی جھلکنے لگی ہے۔ فرمایا ہاں! مجھے سورۃ ھود، الواقعہ، المرسلات، النبا اور التکویر نے بوڑھا کر دیا۔ (ان سورتوں میں گذشتہ قوموں کا ذکر ہے جو رسولوں کے انکار کی وجہ سے ہلاک ہوئیں)۔ رسول کریمؐ نے بعض مواقع پر صحابہ کو سوز وگداز سے بھری آواز میں قرآن کریم کی تلاوت سنائی۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے ایک دفعہ انہیں سورہ رحمان تلاوت کرکے سنائی۔ رسول کریمؐ نے سورت کی تلاوت مکمل ہونے پر اس سکوت کو توڑتے ہوئے فرمایا کہ میں نے ایک قومِ جن کو جب یہ سورت سنائی تو انہوں نے تم سے بھی بہتر نمونہ دکھایا۔ جب بھی میں نے فَبِاَیِّ الَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَان کی آیت پڑھی تو وہ قوم جواب میں کہتی تھی۔ لَابِشَیْءٍ مِنْ نِعَمِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ وَلَکَ الْحَمْد۔ یعنی اے ہمارے رب ہم تیری نعمتوں میں سے کسی چیز کو جھٹلاتے نہیں اور سب تعریفیں تیرے لئے ہیں۔

قیس بن عاصمؓ نے نبی کریمؐ سے وحی سننے کی خواہش کی تو آپؐ نے سورۃ الرحمان سنائی، پھر اُس کی خواہش پر تین بار سنائی۔ جس پر وہ کہہ اٹھا خدا کی قسم اس کلام میں روانی اور ایک شیرینی ہے اس کلام کا نچلا حصہ زرخیر ہے تو اوپر کا حصہ پھلدار ہے۔ اور یہ انسان کا کلام نہیں ہوسکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے ساتھ کوئی معبود نہیں آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔

ایک دفعہ حضرت ابی بنؓ کعب نے رسول کریمؐ کی موجودگی میں صحابہ کو قرآن کی تلاوت سنائی تو سب پر رقت طاری ہوگئی۔ رسول کریمؐ نے فرمایا رقت کے وقت دعا کو غنیمت جانو کیونکہ رقت بھی رحمت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ایک روز آپؐ نے فرمایا کچھ قرآن سناؤ۔ جب وہ اس آیت پر پہنچے جس میں آپؐ کو تمام انبیاء پر گواہ لانے کا ذکر ہے (النساء:42) تو آپؐ ضبط نہ کرسکے اور آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا بس کرو۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں رسول اللہؐ کے ساتھ مجھے ایک رات گزارنے کا موقع ملا۔ آپؐ نے بسم اللہ کی تلاوت شروع کی اور رو پڑے یہاں تک کہ روتے روتے گر پڑے۔ پھر بیس مرتبہ بسم اللہ پڑھی ہر دفعہ آپؐ روتے روتے گر پڑتے۔ آخر میں مجھے فرمانے لگے وہ شخص بہت ہی نامراد ہے جس پر رحمٰن اور رحیم خدا بھی رحم نہ کرے۔

کندہ قبیلہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ سے نشانِ صداقت طلب کیا۔ آپؐ نے قرآن شریف کے اعجازی کلام کو بطور ثبوت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کلام پر باطل کبھی بھی اثر انداز نہیں ہوسکتا نہ آگے سے نہ پیچھے سے۔ پھر آپؐ نے سورۃ الصافات کی ابتدائی چھ آیات کی تلاوت فرمائی۔ یہاں تک کہ آواز گلوگیر ہوگئی۔ آپؐ ساکت بیٹھے تھے اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ لوگ یہ عجیب ماجرا دیکھ کر حیران ہوکر کہنے لگے کیا آپؐ اپنے بھیجنے والے کے خوف سے روتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں اسی کا خوف مجھے رُلاتا ہے جس نے مجھے صراط مستقیم پر مبعوث فرمایا ہے۔ مجھے تلوار کی دھار کی طرح سیدھا اس راہ پر چلنا ہے اگر ذرا بھی میں نے اس سے انحراف کیا تو ہلاک ہوجاؤں گا۔

مختلف نمازوں میں آنحضور ﷺ قرآن کریم کے مختلف حصوں کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ اس حوالہ سے کئی روایات بیان کی جاتی ہیں۔

تلاوتِ قرآن شروع کرنے سے پہلے آنحضورؐ تعوذ پڑھتے تھے نیز ہر اہم کام کی طرح تلاوت سے پہلے بھی بسمِ اللّٰہ کا پڑھنا موجب برکت سمجھتے تھے۔ سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آپؐ کو لمبی آواز کے ساتھ آمین کہتے بھی سنا گیا۔ ایک روایت کے مطابق آپؐ کو بقرہ کی دعائیہ آیات کے آخر پر جبرائیلؑ نے آمین کہنے تلقین کی تھی۔ اسی طرح کئی آیات کے جواب میں بھی آپؐ بعض کلمات کہا کرتے تھے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ سورۃ نصر کے نازل ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے کوئی نماز نہیں پڑھی مگر اس میں فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ (یعنی اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرو اور اس سے بخشش طلب کرو) کے ارشاد قرآنی کی تعمیل میں یہ دعا پڑھتے تھے: سُبْحَانَکَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ۔

الغرض قرآن آپؐ کی روح کی غذا تھا۔ اور آپؐ کی قلبی کیفیت یہی تھی۔

دل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 Friday November 18 , 2005 Issue No. 46

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ کی مختصر جھلکیاں

مسجد بشارت اوسنابروک (جرمنی) میں ورود مسعود، مسجد بیت الناصرIssel Burg کی تقریب سنگ بنیاد۔

مسجدیں بنائیں اور اس نیت سے بنائیں کہ اس عبادت کرنے والوں سے بھرنا ہے۔ یہ مسجد اس علاقہ میں انشاءاللہ بین الاقوامی حیثیت حاصل کرے گی۔

نن سپیٹ (ہالینڈ) میں ورود مسعود، ایک زرعی فارم کا وزٹ، ہیگ میں عالمی عدالت انصاف کی عمارت اور پینوراما کا وزٹ، فروٹ فارم، Seed فیکٹری اور Volendam کا وزٹ، لندن واپسی۔

(جرمنی اور ہالینڈ میں مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ :عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

26/ستمبر بروز سوموار 2005ء

صبح سوا چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد بیت الحبیب'' KIEL میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔

آج پروگرام کے مطابق KIEL (جرمنی) سے Nunspeet (ہالینڈ) کے لئے روانگی تھی۔ صبح ساڑھے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور مسجد کے بیرونی احاطہ کا وزٹ فرمایا۔ حضور انور نے امیر صاحب جرمنی اور یہاں کے منتظمین سے مسجد کے تعلق میں مختلف امور دریافت فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت KIEL مرد و خواتین، بچے اور بوڑھے صبح سے ہی مسجد کے احاطہ میں جمع تھے۔ بچیاں مسلسل الوداعی دعائیہ نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ اس دوران ایک ٹرکش زیر تبلیغ دوست حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ باقاعدہ MTA دیکھتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اُس احمدی نوجوان کو جس کے یہ زیر تبلیغ ہیں ہدایت فرمائی کہ آپ اپنے نمونے دکھائیں تو یہ لوگ احمدیت قبول کریں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر صاحب جماعت KEIL کو چندہ کے نظام کو آرگنائز کرنے اور چندہ کا معیار بڑھانے کی طرف توجہ دلائی۔

دس بجے تک حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کے احاطہ میں چہل قدمی فرمائی اس دوران بچیاں مسلسل دعائیہ نظمیں پڑھتی رہیں۔ یہاں سے روانگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچیوں اور بچوں کو چاکلیٹ عنایت فرمائیں۔ اور مرد احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔ خواتین مسلسل شرف زیارت حاصل کرتی رہیں۔

مسجد بشارت اوسنابروک میں ورود مسعود

دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ جس کے بعد KEIL سے مسجد بشارت OSNABRUK کے لئے روانگی ہوئی۔ تین گھنٹے پچاس منٹ کے سفر کے بعد ایک بجکر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بشارت OSNABRUK پہنچے۔ جہاں صدر جماعت OSNABRUK نے اپنی مجلس عاملہ کے ممبران اور دیگر جماعتی عہدیداران کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ احباب جماعت نے اپنے ہاتھ ہلا کر حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ بچیاں گروپ کی صورت میں اپنے ہاتھوں میں سبز رومال لہراتے ہوئے استقبالیہ نغمات پڑھ رہی تھیں۔ خواتین بھی اپنے ہاتھ بلند کر کے حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کرتے ہوئے سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا اور مسجد سے ملحقہ رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔ دو بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 'مسجد بشارت' میں تشریف لا کر ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

دو میناروں کے ساتھ مسجد بشارت بہت خوبصورت دکھائی دیتی ہے۔ اس میں رہائشی حصہ کے علاوہ لائبریری بھی ہے اور مقامی جماعت کا دفتر بھی ہے۔ کچن وغیرہ کی سہولت بھی حاصل ہے۔ اس کے بیرونی احاطہ میں خوشنما پھولوں سے سجا ہوا بڑا خوبصورت وسیع و عریض لان ہے۔ اسی لان کے ایک حصہ میں تمام احباب جماعت کے کھانے کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

ساڑھے تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ یہاں سے روانگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام بچیوں اور بچوں میں چاکلیٹ تقسیم فرمائے۔ اس دوران بچیاں مسلسل دعائیہ نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ حضور انور نے تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔

مسجد بیت الناصر Issel Burg کے سنگ بنیاد کی تقریب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور تین بجکر ۵۴ منٹ پر یہاں سے آگے علاقہ ISSEL BURG کے لئے روانگی ہوئی جہاں ''مسجد بیت الناصر'' کے سنگ بنیاد کی تقریب کا پروگرام تھا۔

پانچ بجکر ۵۳ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ISSEL BURG پہنچے جہاں مقامی صدر جماعت نے اپنی مجلس عاملہ اور احباب جماعت کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا۔ خواتین اور بچیاں اپنے ہاتھوں میں جھنڈیاں لہراتے ہوئے حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں۔ بچیاں خیر مقدمی گیت پیش کر رہی تھیں۔ حضور انور نے مجلس عاملہ کے ممبران کو شرف مصافحہ بخشا۔

سنگ بنیاد کی اس تقریب کے لئے ایک سٹیج تیار کیا گیا تھا۔ حضور انور سٹیج پر تشریف لے آئے۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس کا اردو اور جرمن ترجمہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد امیر صاحب جرمنی نے اپنے استقبالیہ ایڈریس میں کہا کہ آج جماعت ISSEL BURG میں ہم حضور انور کی آمد پر بہت خوش ہیں۔ اس سال کی یہ پانچویں مسجد ہے جس کا سنگ بنیاد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز رکھ رہے ہیں۔

جماعت ISSEL BURG ایک چھوٹی جماعت ہے۔ 1988ء میں اس جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ مارچ 2004ء میں یہاں 2100 مربع میٹر جگہ خریدی گئی۔ یہاں مخالفت بھی ہوئی اور مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ بالآخر اللہ کے فضل سے جولائی 2005ء میں یہاں جماعت کو مسجد کی تعمیر کی اجازت مل گئی۔ اب یہاں دو منزلہ مسجد تعمیر ہو گی۔ ISSEL BURG کا علاقہ یورپ میں مشہور ہے۔

امیر صاحب جرمنی کے استقبالیہ اور تعارفی ایڈریس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔ حضور انور نے تشہد و تعوذ کے بعد فرمایا۔ جیسا کہ آپ نے ابھی تلاوت میں سنا ہے۔ ہماری مساجد ہمیشہ ان دعاؤں کے ساتھ تعمیر کی جاتی ہیں اور ان کی بنیادیں رکھی جاتی ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کیں۔

حضور انور نے فرمایا: گو آپ کے ہاں چھوٹی جماعت ہے۔ یہ فکر نہ کریں کہ یہ مسجد کس طرح بنے گی۔ وہ بھی دو آدمی تھے جنہوں نے اللہ کے گھر (خانہ کعبہ) کی بنیاد رکھی اور آج وہاں سارے مسلمان دنیا بھر سے اکٹھے ہوتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''خدا تعالیٰ نے ہمیں مساجد کی تعمیر کا حکم دیا ہے ۔ اس لئے اس چھوٹی جگہ میں مسجد بنائیں اور اس نیّت سے بنائیں کہ اسے عبادت کرنے والوں سے بھرنا ہے۔ اس طرح آپ اس کو جلد تعمیر کر لیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: جیسا کہ بتایا گیا ہے یہاں فارن منسٹری کے حکام اکٹھے ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ مسجد اس علاقہ میں انشاءاللہ بین الاقوامی حیثیت حاصل کرے گی۔ پس آپ نیک اور مصمم ارادے کے ساتھ پاک دل اور صاف ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اس کی جلد تکمیل کی کوشش کریں۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس جگہ تشریف لائے جو سنگ بنیاد رکھنے کے لئے تیار کی گئی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعاؤں کے ساتھ پہلی اینٹ نصب فرمائی۔ بعد ازاں حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلہا نے بھی ایک اینٹ نصب فرمائی۔ اس کے بعد علی الترتیب درج ذیل احباب کو اینٹیں رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن، امیر صاحب جرمنی، ایڈیشنل وکیل المال لندن، مکرم سید محمود احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان، پرائیویٹ سیکرٹری، مبلغ انچارج جرمنی، نائب امیر دوم، نیشنل جنرل سیکرٹری، صدر مجلس انصار اللہ جرمنی، صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی، محمد الیاس منیر صاحب ریجنل مبلغ، ریجنل امیر West Fallen، ریجنل قائد West Fallen، ریجنل ناظم علاقہ West Fallen اور اسی علاقہ کی ریجنل صدر لجنہ اماء اللہ، صدر جماعت Bocholt، قائد مجلس، زعیم انصار اللہ، صدر لجنہ اماء اللہ Bocholt، مکرم ھبۃ النور صاحب امیر جماعت ہالینڈ، رامش بیکر صاحب نو مبائع، مکرمہ جویریہ صاحبہ جرمن احمدی اور ایک وقف نو بچے عزیزم منیب احمد بٹ اور وقف نو بچی عزیزہ مدیحہ صدف کو بھی ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اسی طرح شعبہ سو مساجد میں سے شکیل احمد خلیل صاحب اور محمد علی صاحب کو بھی اینٹیں رکھنے کا شرف ملا۔

جماعت Bocholt کے سب سے پہلے صدر جماعت عبدالحمید صاحب کو بھی اینٹ رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ سنگ بنیاد کی اس تقریب کے آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔ اس موقع پر مقامی جماعت کی طرف سے تمام احباب میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

یہاں سے Nunspeet (ھالینڈ) کے لئے روانگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام بچیوں اور بچوں کو از راہ شفقت چاکلیٹ عطا فرمائے۔ اس دوران بچیوں کا ایک گروپ مسلسل الوداعی دعائیہ نظم ''جاتے ہو میری جان خدا حافظ و ناصر'' پڑھ رہا تھا۔

چھ بجکر ۵۱ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور قافلہ اگلے سفر پر روانہ ہوا۔

نن سپیٹ (ہالینڈ) میں ورود مسعود

مکرم امیر صاحب ھالینڈ، مبلغ انچارج ھالینڈ، صدر صاحب خدام الاحمدیہ اور چند جماعتی عہدیداران کے ساتھ

باقی صفحہ نمبر 12 پرملاحظہ فرمائیں